فضائل اعمال و صدقات

پر بعض اعتراضات کے جوابات

مرتب

ابوالحسن مولانا محمد بلال حفظہ اللہ

ناشر

مکتبہ سید احمد شہید (اکوڑہ خٹک) خیبر پختونخواہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فضائل اعمال وصدقات پر بعض اعتراضات کے جوابات

عرضِ مرتب

تبلیغی جماعت اور شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ (۱) کی فضائل کی کتب خصوصا فضائل اعمال اور فضائل صدقات کو اللہ جل جلالہ نے شرف قبولیت سے نوازا ہے لاکھوں لوگ تبلیغی جماعت اور شیخ الحدیثؒ کی کتب سے مستفید ہورہے ہیں (۲) بعض لوگوں نے تبلیغی جماعت اور شیخ الحدیثؒ کی کتب سے عوام الناس کو متنفر کرنے کے لئے چند بے جا اعتراضات کئے ہیں جن کے وقتاً فوقتاً علمائے کرام نے مدلل ومفصل جوابات دئے ہیں مثلاً خود شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ، حضرت مولانا محمد امین اوکاڑویؒ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظ اللہ، اور حضرت مولانا محمد ایوب حفظ اللہ نے۔ انہیں حضرات کی محنت کو مزید اضافے کے ساتھ آپکی خدمت میں پیش کیا گیا ہے دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس چھوٹی سی سعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے آمین ثم آمین

(۱)۔ مشہور غیر مقلد عالم ارشاد الحق اثری صاحب نے حضرت شیخؒ کو ان القابات سے یاد کیا ہے۔

" بقیۃ السلف حجۃ الخلف الشیخ العلامۃ محمد زکریا الکاندھلوی شیخ الحدیثؒ "

(امام بخاریؒ پر بعض اعتراضات کا جائزہ ص ۹۴)

(۲)۔ اسکا اعتراف مشہور غیر مقلد عالم تابش مہدی کو بھی ہے۔ لکھتا ہے

"آپ ملک کی کسی بھی مسجد میں چلے جائیں وہاں لوگ آپکو صبح وشام تبلیغی نصاب ہی کی تلاوت کرتے ہوئے ملیں گے"

(تبلیغی نصاب ایک مطالعہ ص ۱۵)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اعتراض (۱) فضائل اعمال حضرت شیخؒ نے بیماری کی حالت میں لکھی اور بیماری بھی ایسی جس کا تعلق دماغ کے ساتھ تھا اسی وجہ سے ڈاکٹروں نے دماغی کام سے منع بھی کیا تھا حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ خود لکھتے ہیں کہ

"صفر ۱۳۵۷ ہجری میں ایک مرض کی وجہ سے چند روز کیلئے دماغی کام سے روک دیا گیا تو مجھے خیال ہوا کہ ان خالی ایام کو اس بابرکت مشغلہ میں گزار دوں"۔

(فضائل اعمال ص ۸ رسالہ حکایات صحابہؓ)

جواب :۔ اعتراض کرنے والے نے دھوکا دیتے ہوئے اس مذکورہ عبارت کو پوری کتاب پر چسپاں کیا ہے حالانکہ فضائل اعمال میں مختلف رسائل ہیں جو کہ مختلف اوقات میں لکھے گئے ہیں۔مثلاً

حکایاتِ صحابہؓ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شوال ۱۳۵۷ھ

فضائل قرآن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ

فضائل نماز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔محرم ۱۳۵۸ھ

فضائل ذکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شوال ۱۳۵۸ھ

فضائل تبلیغ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صفر ۱۳۵۰ھ

فضائل رمضان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رمضان ۱۳۴۹ھ

مذکورہ بالا چھ رسائل میں سے صرف ایک رسالہ "حکایات صحابہؓ" شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے حالت بیماری میں لکھا تھا۔باقی پانچ رسائل اس وقت لکھے جس وقت شیخ الحدیثؒ ماشاءاللہ تندرست تھے لیکن اعتراض کرنے والے نے انتہائی مغالطہ دہی سے کام لیا اور یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ تمام مذکورہ بالا چھ رسائل شیخ الحدیثؒ نے حالت بیماری میں لکھے تھے اور بیماری بھی ایسی جس کا تعلق دماغ کے ساتھ تھا اسی وجہ سے ڈاکٹروں نے دماغی کام سے منع بھی کیا تھا حالانکہ ایسا نہیں شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کا دماغی توازن بالکل درست اور توانا تھا۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شیخ الحدیثؒ کے اپنے یہ الفاظ کہ ''ایک مرض کی وجہ سے'' سے مراد کونسی بیماری تھی آیا وہ دماغی بیماری تھی یا کوئی اور تو اسکی وضاحت بھی حضرت شیخ الحدیثؒ نے خود ہی کر دی ہے ملاحظہ فرمائیں لکھتے ہیں کہ

''وہ نکسیر کا مرض تھا''۔۔۔۔۔(آپ بیتی ج ۱ ص ۱۷۶، کتب فضائل پر اشکالات اور انکے جوابات ص ۲۵)

مزید براں بات تو وہ قابل رد ہوتی ہے جو شریعت کے خلاف ہو اور بے ثبوت ہو تو ہم اعتراض کرنے والوں سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پوچھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ رسالہ ''حکایات صحابہؓ'' میں وہ کونسی بات ہے جو خلاف شریعت ہے یا بے ثبوت ہے اگر وہ کوئی ایسی بات ثابت نہیں کر سکتے جو خلاف شریعت بھی ہو اور بے ثبوت بھی ہو تو پھر انہیں ہمارے شیخؒ کی کرامت کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ انہوں نے حالت بیماری میں اتنا مستند اور مفید رسالہ لکھ دیا اگر وہ حالت صحت میں ہوتے تو پھر کیسا لکھتے

اعتراض (۲) فضائل اعمال اور فضائل صدقات میں کچھ حدیثیں ایسی بھی ہیں جنکا حضرت شیخؒ نے کوئی حوالہ پیش نہیں کیا اور جو حدیث بغیر حوالہ کے ہو وہ قابل اعتماد نہیں ہوتی۔

جواب:۔ اسکا جواب حضرت شیخؒ نے خود "فضائل قرآن" کے شروع میں تحریر کیا ہے۔ لکھتے ہیں!

"اس جگہ ایک ضروری امر پر متنبہ کرنا بھی لابدی ہے وہ یہ کہ میں نے احادیث کا حوالہ دینے میں مشکوٰۃ، تنقیح الرواۃ، مرقاۃ اور احیاء العلوم کی شرح اور منذریؒ کی ترغیب پر اعتماد کیا ہے اور کثرت سے ان سے لیا ہے۔ اس لیے ان کے حوالے کی ضرورت نہیں سمجھی البتہ انکے علاوہ کہیں سے لیا ہے تو اسکا حوالہ نقل کر دیا ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (فضائل اعمال۔ ص ۲۰۸)

شیخ الحدیثؒ کی اس مذکورہ بالا عبارت سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جس حدیث کا حوالہ فضائل اعمال میں نہ ملے تو وہ حدیث ان مذکورہ بالا پانچ کتابوں میں سے لی گئی ہے اور اگر کوئی حدیث ان مذکورہ بالا پانچ کتب کے علاوہ کسی اور کتاب سے لی گئی ہے تو اس کا حوالہ شیخ الحدیثؒ نے نقل کر دیا ہے

اعتراض (۳) شیخ الحدیثؒ نے ایک صحابی حضرت حنظلہؓ کی طرف دو متضاد واقعات منسوب کئے ہیں ایک واقعہ کے مطابق حضرت حنظلہؓ کی نئی شادی ہوئی اور غسل جنابت بھی نہ کر پائے شہید ہو گئے اور دوسرے واقعہ کے مطابق حضرت حنظلہؓ کے بیوی اور بچے بھی ہیں

جواب:۔ اصل میں حنظلہ نامی دو صحابہؓ ہیں ایک حنظلہ بن الربیعؓ جو کہ کاتب وحی تھے اور دوسرے حنظلہ بن مالکؓ ہیں جو کہ غسیل ملائکہ تھے (یعنی جنکو فرشتوں نے غسل دیا تھا) نئی شادی ہوئی اور غسل جنابت بھی نہ کر پائے شہید ہو گئے اس واقعہ کا تعلق حضرت حنظلہ بن مالکؓ کے ساتھ ہے جو کہ غسیل ملائکہ تھے۔ اور بیوی بچوں والے واقعہ کا تعلق حضرت حنظلہ بن الربیعؓ کے ساتھ ہے جو کہ کاتب وحی تھے مزید تفصیل کے لئے مندرجہ ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۵ ص ۶۰ لملا علی قاری حنفیؒ، حاشیہ مشکوٰۃ ص ۱۹۷، الاصابہ لابن حجر عسقلانیؒ ج ۱ ص ۳۵۹)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لہٰذا حضرت شیخؒ کے کلام میں کسی قسم کا کوئی تضاد نہیں ہے۔

اعتراض (۴) شیخ الحدیثؒ نے اپنی فضائل کی کتب میں کچھ ضعیف احادیث بھی نقل کی ہیں

جواب:۔ جن فقہاء ومحدثین کرامؒ نے احادیث کو صحیح وضعیف قرار دیا ہے انہیں کا اصول ہے کہ ضعیف احادیث فضائل میں قابل قبول ہیں حتی کہ بعض علماء کرامؒ کے نزدیک ضعیف احادیث سے مستحب بھی ثابت ہو جاتا ہے

☆ امام نووی شافعیؒ شارح مسلم فرماتے ہیں:

" قال العلماء من المحدثين والفقهاء وغيرهم يجوز ويستحب العمل في الفضائل والترغيب والترهيب بالحديث الضعيف مالم يكن موضوعا " (کتاب الاذکار ص ۱۶) محدثینؒ اور فقہاءؒ وغیرہ علماء کرامؒ نے فرمایا ہے کہ فضائل میں اور ترغیب وترہیب میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز اور مستحب ہے بشرطیکہ وہ حدیث موضوع (من گھڑت) نہ ہو مندرجہ ذیل علمائے کرامؒ نے بھی اس اصول کو لکھا ہے

☆ ملا علی قاری حنفیؒ ---------- (موضوعات کبیر ص ۵، شرح النقایہ ج ۱ ص ۹)

☆ امام حاکم ابو عبداللہ نیشاپوریؒ ---------- (مستدرک حاکم ج ۱ ص ۴۹۰)

☆ علامہ سخاویؒ ---------- (القول البدیع ص ۱۹۶)

☆ حافظ ابن تیمیہ حنبلیؒ ---------- (فتاویٰ ج ۱ ص ۳۹)

﴿مندرجہ ذیل غیر مقلدین حضرات بھی اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں﴾

☆ چنانچہ شیخ الکل میاں نذیر حسین صاحب دہلوی ---------- (فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۲۶۵)

☆ نواب صدیق حسن خان صاحب ---------- (دلیل الطالب علی المطالب ص ۸۸۹)

☆ مولانا ثناء اللہ امرتسری ---------- (اخبار الحدیث ۱۵ شوال ۱۳۴۶ھ)

☆ حافظ محمد لکھوی ---------- (احوال الاخر ص ۶)

☆ مولانا عبداللہ روپڑی صاحب ---------- (فتاویٰ اہلحدیث ج ۲ ص ۴۷۳)

نواب صدیق حسن خان صاحب کا شمار غیر مقلدین کے اکابر میں ہوتا ہے۔ بحوالہ

(آپکے مسائل اور اُنکا حل قرآن وسنت کی روشنی میں تالیف مبشر احمد ربانی ج ۲ ص ۱۸۱)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ بھی اس اصول کو تحریر فرماتے ہیں﴾

"اخیر میں اس امر پر تنبیہ بھی ضروری ہے کہ حضرات محدثین رضی اللہ عنھم اجمعین کے نزدیک فضائل کی روایات میں توسع ہے اور معمولی ضعف قابل تسامح (ہے) باقی صوفیہ کرام رحمہم اللہ کے واقعات تو تاریخی حیثیت رکھتے ہی ہیں اور ظاہر ہے تاریخ کا درجہ حدیث کے درجہ سے کہیں کم ہے۔"

(فضائل اعمال ص ۳۸۴، رسالہ فضائل نماز باب سوم، نحوہ کتب فضائل پر اشکالات اور اُنکے جواب نمبر ۶۵، فضائل درود ص ۵۶)

﴿نوٹ﴾۔

حضرت شیخؒ نے اگر کوئی ضعیف حدیث نقل بھی کی ہے تو اس کے نقل کرنے کے بعد عربی میں ساتھ ہی لکھ دیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، حضرت شیخؒ نے تو بڑی حکمت اور بصیرت سے کام لیا ہے اس لیے کہ کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف کہنا اس فن کا تعلق علماء سے ہے حضرت شیخؒ نے (جس کا کام اسی کو ساجھے) پر عمل کرتے ہوئے اس کو عربی میں لکھا تا کہ عوام الناس اس بحث میں دخل اندازی نہ کر سکے اور جو باتیں عوام کے متعلقہ تھیں ان کو حضرت شیخؒ نے اُردو میں لکھا تا کہ کسی کو سمجھنے میں دقت پیش نہ آئے اور یہ بھی ذہن نشین رکھیں کہ حضرت شیخؒ کی مذکورہ بالا عبارت سے یہ مفہوم بھی نکلتا ہے کہ حضرت شیخؒ نے صرف معمولی ضعف والی گنتی کی چند روایات نقل کی ہیں

اعتراض (۵) فضائل صدقات میں ایک حدیث کے ترجمہ سے ولرسولہ کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے؟

جواب: اسکا جواب شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ ہی کی زبانی تحریر فرماتے ہیں کہ "ان رسائل میں لفظی ترجمہ کی رعایت نہیں کی گئی" (کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات ص ۷۹) اگر ولرسولہ کا لفظی ترجمہ نا کرنا خیانت ہے تو حدیث پوری نقل نہ کرنے کے بارے میں معترضین کا کیا خیال ہے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس حدیث کو فالقتھما تک نقل کیا ہے دیکھئے (بلوغ المرام ص ۱۷۴) للہ ولرسولہ کے لفظ سرے سے نقل ہی نہیں کئے مزید براں فضائل صدقات پر حدیث کے الفاظ ولرسولہ کا ترجمہ بھی موجود ہے ملاحظہ فرمائیں "انہوں (صحابیہؓ) نے سنتے ہی دونوں کنگن حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کو دیتی ہوں (ترغیب)"----------(فضائل صدقات ج ۱ ص ۳۳۹، ۳۴۰)

اعتراض (۶) فضائل اعمال کے (ص ۵۷۴) پر ایک مجنون لڑکے کا واقعہ نقل کیا گیا ہے جو کہتا ہے کہ میں اللہ کو دیکھتا ہوں حالانکہ قرآن کہتا ہے لاتدرکہ الابصار؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جواب: شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے قرآن کی یہ آیت یاایھا الذین امنوا لاتلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ اے ایمان والوتم کوتمہارے مال اوراولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کردیں (سورۃ المنافقون) کے تحت اس واقعہ کوبھی نقل کیا ہے جس سے صرف یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ وہ نوجوان لڑکا ہر وقت اللہ کے دھیان میں رہتا ہے یعنی کسی گھڑی بھی اللہ سے غافل نہیں رہتا باقی رہا اس نوجوان کا یہ کہنا کہ میں اللہ کو دیکھتا ہوں اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس کی مراد یہ تھی کہ میں انہیں آنکھوں سے دیکھتا ہوں جسکی نفی اللہ تعالی نے اپنے کلام میں کی یعنی لاتدرکہ الابصار اصل میں دیکھنا دوطرح سے ہوتا ہے ایک دیکھنا آنکھ سے ہوتا ہے اورایک دیکھنا دل سے ہوتا ہے افعال قلوب میں ایک رؤیت بھی ہے رؤیت میں دونوں احتمال ہیں آنکھ سے دیکھنا بھی اوردل سے دیکھنا بھی رأیت بمعنی ابصرت بھی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (ھدایۃ النحوص ۹۸)

لغت اورادب کے مشہورامام ابوعبداللہ الحسین بن احمد المعروف بابن خالویہؒ المتوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں

وکل مافی کتاب اللہ تعالی الم ترفھومن رؤیۃ القلب والعلم لامن رؤیت العین یعنی قرآن مجید میں جہاں بھی الم تر آئے گا اس سے مرادرؤیت قلبی اور جاننا مراد ہے نہ کہ رؤیت بصری (اعراب ثلاثین سورۃ من القرآن ص ۷۵) لغت کی مشہور کتاب ''صراح'' میں بھی مرقوم ہے رؤیت دیدن بچشم ۔۔۔ ودانستن یعنی رؤیت کا معنی آنکھوں سے دیکھنا بھی ہے اور جاننا بھی ہے علامہ ابن جریر طبریؒ بھی لکھتے ہیں کہ الم تنظر یا محمد بعین قلبك اے محمد ﷺ کیا آپ نہیں دیکھتے دل کی آنکھ کے ساتھ (تفسیر ابن جریر طبری تحت سورۃ الفیل) مندرجہ ذیل کتب میں بھی الم تر کا معنی الم تعلم کیا گیا ہے (تفسیر خازن ج ۱ ص ۲۱۰ تفسیر معالم التنزیل ج ۱ ص ۲۱۱، تفسیر سمعانی، تفسیر زادالمعاد، تفسیر قرطبی، تفسیر اللباب فی علوم الکتاب تحت سورۃ الفیل) نبی پاک ﷺ کے اس فرمان ان تعبد اللہ کانك تراہ اللہ کی عبادت ایسے کرو گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو (رواہ مسلم کذافی المشکوۃ ج ۱ ص ۱۱) میں رؤیت سے مراد بھی رؤیت قلبی ہے نہ کہ رؤیت بصری

اعتراض (۷) تبلیغی نصاب سے رسالہ ''فضائل درود شریف'' کو کیوں نکال دیا گیا ہے؟

جواب: تبلیغی نصاب میں رسالہ ''فضائل درود'' بالتبع شائع ہوتا رہا اب بالاصالت شائع ہو رہا ہے اور یہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بدیہی بات ہے جو شئی بالاصالت ہو اس کی قدر و منزلت بنسبت بالتبع شئی کے زیادہ ہوتی ہے لھذا یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں کبھی کسی شئی کو اسکی تعظیم کے پیش نظر بھی الگ سے ذکر کیا جاتا ہے مثلا اللہ تعالی قرآن کریم میں فرماتے ہیں تنزل الملائکۃ والروح فیھا لیلۃ القدر میں فرشتے اترتے ہیں اور جبرئیل بھی (سورۃ القدر) اب اس آیت میں جبرائیل علیہ السلام کو ان کی خصوصیت اور تعظیم کے پیش نظر الگ سے ذکر کیا گیا ہے نا کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کسی تحقیر اور تنقیص کی بنا پر۔ علاوہ ازیں رائے ونڈ تبلیغی مرکز کے مکتبہ سے ہر قسم کی کتاب دستیاب نہیں جو کتابیں دستیاب ہیں ان میں رسالہ فضائل درود شریف بھی مستقل موجود ہے اور کتب خانہ فیضی سے شائع ہوتا ہے

﴿فضائل اعمال کی ایک حدیث پر اعتراض اور اسکا مُفصّل جواب﴾

حدیث مندرجہ ذیل ہے۔ عن عمر قال رسول اللہ ﷺ لما اذنب آدم الذنب الذی اذنبہ رفع راسہ الی السماء فقال اسالك بحق محمد الاّ غفرت لی فاوحی اللہ الیہ من محمد فقال تبارك اسمك لمّا خلقتنی رفعت راسی الی عرشك فاذا فیہ مکتوب لاالہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انہ لیس احد اعظم عندك قدراً عمن جعلت اسمہ مع اسمك فاوحی اللہ الیہ یا آدم انہ اخر النبیین من ذریتك ولولا ھو ما خلقتك۔

(اخرجہ الطبرانی فی الصغیر والحاکم وابونعیم والبیھقی کلاھما فی الدلائل وابن عساکر فی الدرر فی مجمع الزوائد کذا فی فضائل اعمال ص ۴۹۷)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے جب وہ لغزش ہوگئی (جس کی وجہ سے جنت سے دُنیا میں بھیج دیئے گئے تو ہر وقت روتے تھے اور دُعا و استغفار کرتے رہتے تھے) ایک مرتبہ آسمان کی طرف منہ کیا اور عرض کیا یا اللہ محمد (ﷺ) کے وسیلہ سے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں وحی نازل ہوئی کہ محمد ﷺ کون ہیں؟ (جن کے واسطے سے تم نے استغفار کی) عرض کیا کہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ تو میں سمجھ گیا تھا کہ محمد ﷺ سے اونچی ہستی کوئی نہیں ہے جس کا نام آپ نے اپنے نام کے ساتھ رکھا، وحی نازل ہوئی کہ وہ خاتم النبیین ﷺ ہیں تمہاری اولاد میں سے ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کیے جاتے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(فضائل اعمال ص ۴۹۷)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اعتراض (۸)

اعتراض کی شقِ اوّل: یہ مذکورہ بالا روایت ضعیف بلکہ موضوع (من گھڑت) ہے۔

جواب:۔ یہ روایت موضوع ہے اس کو تو ہم قطعاً تسلیم نہیں کرتے باقی رہا کہ یہ روایت ضعیف ہے تو یہ ضعف ایسا نہیں کہ اس روایت کو فضائل میں بھی ذکر نہ کیا جائے جبکہ مندرجہ ذیل علماء کرامؒ نے اس حدیث کو قابل حجت قرار دیا ہے۔

﴿مندرجہ ذیل محدثین کرامؒ نے اس روایت کو صحیح لکھا ہے﴾

☆ علامہ قسطلانیؒ ----------(المواھب اللدنیہ ج ۲ ص ۵۱۵)

☆ امام بیہقیؒ ----------(دلائل النبوۃ)

☆ امام حاکمؒ ----------(مستدرک حاکم)

☆ علامہ سبکیؒ ----------(شفاء السقام)

(بحوالہ تحقیق مسئلہ توسّل ص ۶۶)

اعتراض کی شقِ ثانی: "یہ مذکورہ بالا حدیث قرآن کے خلاف ہے"

قرآن کریم سے ثابت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے چند کلمات عطا کیے گئے جنکو انہوں نے پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ کو قبول کرلیا (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۳۷) اور اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضور ﷺ کا وسیلہ دیا تو پھر اُن کی توبہ قبول ہوئی۔ لہٰذا یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے۔

جواب:۔ قرآن کریم کو سمجھنے کیلئے ہم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے محتاج ہیں اور آپ ﷺ کا فرمان قرآن کے خلاف نہیں ہوسکتا بلکہ قرآن کی تفسیر ہوتا ہے حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چند کلمات عطا کئے اس کا اعتراف مُعترض کو بھی ہے چند کلمات کا عطا ہونا یہ نعمت ہے بسا اوقات نعمت کسی عمل کے بدلہ میں ملتی ہے سوال یہ ہے کہ یہ نعمت حضرت آدم علیہ السلام کو کس عمل کے بدلے میں ملی اس بارے میں قرآن کریم میں کوئی صراحت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں البتہ اس حدیث میں اُس عمل کی وضاحت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے (رونے دھونے اور توبہ استغفار) کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کا وسیلہ بھی دیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے چند کلمات عطا کئے جن کو انہوں نے پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ کو قبول کرلیا تو ثابت ہوا کہ یہ حدیث قرآن کے خلاف نہیں بلکہ قرآن کی تفسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو فہم سلیم عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

(ملخص از تفسیر فتح العزیز ج ا ص ۱۸۳، لشاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ)

تنبیہ :۔ اصل میں اس حدیث پر اعتراض وسیلہ کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ لہٰذا مختصراً وسیلہ کی حقیقت بھی درج کی جاتی ہے۔

﴿ وسیلہ کی اقسام کا اجمالی خاکہ ﴾

وسیلہ

- **بالعمل الصالح** (کسی نیک عمل کا وسیلہ دینا)
  - یہ وسیلہ بالاتفاق جائز ہے
  - اسکی دلیل: حدیث غار بنی اسرائیل کے تین آدمی غار میں داخل ہوئے غار کا منہ چٹان گرنے سے بند ہوگیا تینوں نے اپنے اپنے عمل کا وسیلہ دیا اور اللہ تعالیٰ نے انکو اس مصیبت سے نجات دے دی
  - (بخاری ج ۲ ص ۸۸۳، مسلم ج ۲ ص ۳۵۴)
- **بالذات الصالحہ** (کسی شخصیت کا وسیلہ دینا)
  - دُنیا میں موجود شخصیت کا وسیلہ دینا
    - وسیلہ کی یہ صورت بھی بالاتفاق جائز ہے
    - دلیل: حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کا وسیلہ دیا۔ (بخاری ج ا ص ۱۳۷)
    - حضرت امیر معاویہؓ نے یزید بن الاسود الجرشیؓ کا وسیلہ دیا (بحوالہ زیارۃ القبور والاستنجاد بالمقبور لابن تیمیہ ص ۱۱۳، البدایہ والنہایہ لابن کثیرؒ ج ۸ ص ۳۲۴، مختصر الفتاوی المصریہ للعلامہ بدرالدین بعلیؒ ص ۱۹۶)
  - اس شخصیت کا وسیلہ دینا جو دُنیا میں موجود نہیں وسیلہ کی اس صورت کا انکار بقول علامہ تاج الدین سبکی شافعیؒ کے صرف حافظ ابن تیمیہؒ نے کیا ہے وہ فرماتے ہیں لم ینکرہ احد من السلف والخلف الا ابن تیمیۃ توسل کا انکار سلف وخلف میں سے کسی نے نہیں کیا سوائے ابن تیمیہ کے (بحوالہ شامی ج ۵ ص ۳۵۰، نحوہ شفاء السقام ص ۱۲۰ روح المعانی ج ۶ ص ۱۲۶)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿ وسیلہ باالذوات صالحہ کا حکم اور اسکی کی حقیقت ﴾

حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام اور صُلحاءِ کرام کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگنا شرعاً جائز، بلکہ قبولیتِ دُعا کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے مستحسن اور افضل ہے۔ قرآن مجید کے اشارات، احادیثِ مُبارکہ کی تصریحات اور جمہور اہلسنّت والجماعت خصوصاً اکابرین علماءِ دیوبندؒ کی عبارات سے اس قسم کا توسّل بلاشُبہ ثابت ہے اور توسّل کو مؤثر حقیقی بھی نہ سمجھا جائے کہ اُس کے بغیر دُعا قبول ہی نہیں ہوتی۔ باقی توسّل کا یہ مطلب بھی نہیں کہ انبیاء علیھم السلام اور اولیاء کرامؒ سے اپنی حاجتیں مانگی جائیں اور اُن سے استغاثہ اور فریاد کی جائے جیسا کہ بعض جاہل لوگوں کا طریقہ ہے کیونکہ یہ واقعی شرک ہے اور اس سے احتراز ضروری ہے۔

﴿ وسیلہ باالذوات صالحہ کی حقیقت از حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ﴾

توسّل کی حقیقت یہ ہے کہ اے اللہ فلاں شخص میرے نزدیک آپ کا مقبول ہے اور مقبولین سے محبت رکھنے پر آپ کا وعدہ محبت ہے المرء مع من احب پس میں آپ سے اس رحمت کو مانگتا ہوں۔ پس توسّل میں یہ شخص اپنی محبت کو اولیاء اللہ کے ساتھ ظاہر کر کے اس محبت پر رحمت وثواب مانگتا ہے اور محبت اولیاء اللہ کا موجب رحمت اور ثواب ہونا نصوص سے ثابت ہے ---------- (انفاسِ عیسیٰ بحوالہ تحقیق مسئلہ توسّل ص ۷)

نیز فرماتے ہیں۔ والثالث دعاء اللہ ببرکۃ ھذا المخلوق المقبول وھذا قد جوزہ الجمہور ----- الخ اور توسّل کی تیسری صورت یہ ہے کہ کسی مقبول مخلوق کی برکت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مانگے اور اسے جمہور علماءِ کرامؒ نے جائز قرار دیا ہے ---------- (بوادر النوادر ص ۷۶۱)

﴿ جو شخصیت دُنیا میں موجود نہیں اُسکا وسیلہ دینا جائز ہونے کی دلیل قرآن کریم سے ﴾

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ترجمہ: اور جب پہنچی ان کے پاس کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے، جو سچا بتاتی ہے اُس کتاب کو جو اُن کے پاس ہے اور پہلے سے فتح مانگتے تھے کافروں پر ---------- (پارہ نمبر ۱ سورۃ البقرۃ آیت ۸۹)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت علامہ سیّد محمود آلوسیؒ مفتی بغداد لکھتے ہیں

نزلت فی قریظة و النضیر کانوا یستفتحون علی الاوس والخزرج برسول اللہ ﷺ قبل مبعثه قاله ابن عباسؓ وقتادۃؒ۔ الخ۔ ترجمہ: یہ آیت کریمہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ اوس اور خزرج کے خلاف آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ ﷺ کے وسیلہ سے فتح طلب کیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ اور قتادہؒ فرماتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (تفسیر روح المعانی ج ۱ ص ۳۲۰)

علامہ محلیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے یہود کافروں کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے تھے اور یہ کہتے تھے یقولون اللھم انصرنا علیھم بالنبی المبعوث اخر الزمان۔ ترجمہ: اے اللہ ہماری مدد کر دشمن کے خلاف آخری نبی ﷺ کے واسطے سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تفسیر جلالین ص ۱۲)

یہی تفسیر مندرجہ ذیل کُتب میں بھی مذکور ہے

- ☆ تفسیر کبیر ۔۔۔۔۔۔۔ ج ۳ ص ۱۸۰
- ☆ تفسیر ابن جریر طبری ۔۔۔۔۔۔۔۔ ج ۱ ص ۴۵۵
- ☆ تفسیر بغوی ۔۔۔۔۔۔۔ ج ۱ ص ۵۸
- ☆ تفسیر قرطبی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ج ۲ ص ۲۷
- ☆ تفسیر البحر المحیط ۔۔۔۔۔۔۔ ج ۱ ص ۳۰۳
- ☆ تفسیر ابن کثیر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ج ۱ ص ۱۲۴
- ☆ تفسیر ابی السعود ۔۔۔۔۔۔۔ ج ۱ ص ۱۲۸
- ☆ تفسیر مظہری ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ج ۱ ص ۹۴
- ☆ تفسیر روح المعانی ۔۔۔۔۔۔۔ ج ۱ ص ۳۱۹
- ☆ تفسیر ابن عباسؓ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ص ۱۳
- ☆ تفسیر خازن ۔۔۔۔۔۔۔ ج ۱ ص ۶۴
- ☆ تفسیر مدارک ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ج ۱ ص ۳۲
- ☆ تفسیر درمنثور ۔۔۔۔۔۔۔ ج ۱ ص ۸۸
- ☆ تفسیر تیسیر الرحمٰن عربی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ج ۱ ص ۵۲
- ☆ تفسیر صفوۃ التفاسیر ۔۔۔۔۔۔۔ ج ۱ ص ۷۷
- ☆ تفسیر عزیزی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ص ۳۹
- ☆ تفسیر موضح القرآن ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ص ۱۵
- ☆ تفسیر معارف القرآن از مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ج ۱ ص ۱۷۷
- ☆ تفسیر جواہر القرآن از مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ص ۴۹
- ☆ بدائع الفوائد لابن قیم حنبلیؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ج ۴ ص ۱۴۵
- ☆ المنحۃ الوھبیۃ لعلامہ داؤد بن سلیمان البغدادی الحنفیؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ص ۳۱

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تنبیہ : ۔اصول فقہ میں یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور جناب رسول کریم ﷺ اگر پہلے لوگوں کی شریعتوں کو بلا انکار کے بیان کریں تو وہ ہم پر بھی لازم ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(نورالانوار ص۲۱۶)

(اس ضابطہ کو مؤلف تسکین القلوب نے ص۷۶ میں اور مؤلف ندائے حق نے ص۱۰۱ پر تسلیم کیا ہے)

تنبیہ : ۔حضور ﷺ دُنیا میں موجود نہیں تھے یہود نے آپ ﷺ کا وسیلہ دیا جس کو اللہ تعالیٰ نے بلا نکیر ذکر کیا اور رسول کریم ﷺ سے بھی اس وسیلہ کا کہیں رد منقول نہیں لہٰذا حضور ﷺ اب بھی دُنیا میں موجود نہیں ہیں لہٰذا اس آیت کی رُو سے آپ ﷺ کا وسیلہ دینا اب بھی جائز ہے۔

﴿حضرت عثمان بن حنیفؓ سے وسیلہ کا جواز﴾

ان رجلا کان یختلف الیٰ عثمان بن عفانؓ فی حاجة له فکان عثمانؓ لایلتفت الیه ولا ینظر فی حاجته فلقی ابن حنیف فشکی ذلك الیه فقال له عثمانؓ بن حنیف ایت المیضأة فتوضأ ثم ایت المسجد فصل فیه رکعتین ثم قل اللھم انی اسئلك واتوجه الیك بنبینا محمد ﷺ نبی الرحمة ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(معجم صغیر و شفاء السقام ص۱۲۴،۱۲۵، وفاء الوفاء ج۲ص۴۲۰،۴۲۱)

ترجمہ : ایک شخص حضرت عثمانؓ بن عفان کے پاس ایک ضروری کام کے سلسلہ میں آیا جایا کرتا تھا اور حضرت عثمانؓ (غالباً بوجہ معروفیت) نہ تو اس کی طرف توجہ فرماتے اور نہ اسکی حاجت براری کرتے وہ شخص عثمانؓ بن حنیف سے ملا اور اس کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا کہ وضو کی جگہ جاؤ اور وضو کرو پھر مسجد میں جا کر دو رکعت پڑھو پھر کہو اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں جو نبی الرحمۃ ہیں۔اسی روایت کے آخر میں اس کی تصریح ہے کہ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور دُعاء کی برکت سے حضرت عثمانؓ بن عفان نے اس کی تعظیم و تکریم بھی کی اور اس کا کام بھی پورا کر دیا۔

☆ امام طبرانیؒ فرماتے ہیں والحدیث صحیح کہ یہ حدیث صحیح ہے۔۔۔۔(معجم صغیر ص۱۰۴)

☆ علامہ منذریؒ بھی انکی تائید کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(الترغیب والترھیب ج۱ص۲۴۲)

☆ علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں رواہ الطبرانی بسند جید

(حاشیہ ابن حجر مکیؒ علی الایضاح فی مناسک الحج للنووی ص۵۰۰ طبع مصر)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں ﴾

اس سے توسّل بعد الوفات بھی ثابت ہوا اور علاوہ ثبوت بالروایہ کے درایۃً بھی ثابت ہے کیونکہ روایت اوّل کے ذیل میں جو توسّل کا حاصل بیان کیا گیا ہے وہ دونوں حالتوں میں مشترک ہے۔ (نشر الطیب ص ۲۵۳)

(اسی طرح کا مفہوم شفاء السقام للسبکیؒ ص ۱۲۵ میں اور وفاء الوفاء للسمہودیؒ ج ۲ ص ۴۲۰ میں بھی ہے)

﴿ مندرجہ ذیل علماءِ کرامؒ بھی اس وسیلہ کو جائز قرار دیتے ہیں ﴾

☆ علامہ سیّد سمہودیؒ ---------- وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۲۲
☆ علامہ تاج الدین سبکی شافعیؒ ---------- شفاء السقام ص ۱۲۰
☆ علامہ آلوسی حنفیؒ ---------- روح المعانی ج ۶ ص ۱۲۸
☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ---------- حجۃ اللہ البالغہ
☆ شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ ---------- مائۃ مسائل ص ۳۵
☆ شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ ---------- تقویۃ الایمان ص ۹۵
☆ مولانا عبدالحی لکھنویؒ ---------- مجموعہ فتاویٰ ج ۳ ص ۲۳
☆ مولانا حسین علی صاحبؒ ---------- بلغۃ الحیران ص ۳۵۴
☆ مفتی عزیز الرحمٰنؒ ---------- فتاویٰ دار العلوم ج ۵ ص ۴۳۱، ۴۳۳، ۴۴۴، ۴۴۱
☆ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ---------- فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۷۸
☆ مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ ---------- معارف القرآن ج ۱ ص ۴۲، ۴۴
☆ اکابر علمائے دیوبندؒ ---------- المہند علی المفند

تنبیہ: جس طرح آنحضرت ﷺ کا توسّل دینا جائز ہے اسی طرح صالحین کا توسّل دینا بھی جائز ہے چنانچہ

☆ امام ابوعبداللہ محمد بن محمد العبدری الفاسی المالکی الشہیر بابن الحاج المتوفیؒ ۷۳۷ھ --- (مدخل ج ۱ ص ۲۵۵ طبع مصر)
☆ اور علامہ ابن حجر مکیؒ ---------- (حاشیہ ابن حجر مکی علی الایضاح فی مناسک الحج للنووی ص ۵۰۰ طبع مصر)
☆ علامہ آلوسیؒ ---------- (روح المعانی ج ۶ ص ۱۲۸) میں اسکی صراحت فرماتے ہیں۔

﴿ حضرت تھانویؒ وسیلہ پر ایک اعتراض کا جواب دیتے ہیں ﴾

اس حدیث سے غیر نبی کے ساتھ بھی توسّل جائز نکلا، جبکہ اس کو نبی ﷺ سے کوئی تعلق ہو قرابتِ حسیہ کا، یا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قرابتِ معنویہ کا، تو توسّل بالنبی ﷺ کی ایک صورت یہ بھی نکلی اور اہلِ فہم نے کہا ہے اس پر متنبہ کرنے کیلئے سیّدنا عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے توسّل کیا ہے نہ اس لیے کہ پیغمبر ﷺ سے وفات کے بعد توسّل جائز نہ تھا جبکہ دوسری روایت سے اس کا جواز ثابت ہے اور چونکہ اس توسّل پر کسی صحابیؓ سے نکیر منقول نہیں اس لیے اس میں "اجماع" کے معنی آ گئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (نشر الطیب ص ۳۰۲، ۳۰۳)

﴿ مندرجہ ذیل علماءِ کرامؒ بھی یہی فرماتے ہیں ﴾

☆ محدث کبیر علامہ ظفر احمد عثمانیؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (امداد الاحکام ج ا ص ۴۱)

☆ مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۱۳۶، ۱۳۷)

☆ مولانا خیر محمد جالندھریؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (خیر الفتاویٰ ج ا ص ۱۹۸)

﴿ حضرت مولانا محمد امین اوکاڑویؒ کا ایک واقعہ ﴾

فرماتے ہیں کہ ''میں جن دنوں عمرے پر گیا تو میں وہاں دُعا مانگ رہا تھا۔" اللھم انی اسئلك بمحمد نبیك ورسولك وحبیبك" کہ اے اللہ! اپنے نبی پاک ﷺ کے وسیلے سے میری دُعا قبول فرما، تو ایک سپاہی وہاں کھڑا تھا (شُرطہ) تو وہ مجھے کہنے لگا شرک۔۔۔شرک میں نے کہا کہ لیس بشرك۔۔۔ توسّل یہ شرک نہیں ہے بلکہ وسیلہ ہے۔۔ اُس نے جواب میں کہا توسّل با الاعمال لا بالذات توسّل عملوں کے ساتھ ہوتا ہے کسی ذات کے ساتھ نہیں۔ یعنی کوئی نیک عمل کر کے دُعا مانگو کہ یا اللہ اس نیک عمل کی برکت سے میری دُعا قبول فرما لا باالذات یعنی ذات سے نہیں کہ یا اللہ اس ولی کی برکت سے میری دُعا قبول فرما۔۔۔ساتھ ہی وہ کہنے لگا الاعمال محبوب لا ذوات اعمال اللہ کو پیارے ہیں ذات اللہ کو پیاری نہیں میں نے جواب میں کہا یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ، (الآیۃ) ذَوَاتٌ لَا اَعْمَالٌ کہ اللہ تعالیٰ تو یوں فرماتا ہے کہ یہ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں اُن سے محبت کرتا ہے اس آیت میں تو دونوں طرف ذات ہے۔تو اس نے جواب میں کہا کہ ذات پیاری نہیں ہوتی۔ اچھا اِن لوگوں میں یہ ہے کہ وہ قرآن سُن کر خاموش ہو جاتے ہیں، چلا گیا، خاموش ہو گیا پھر جب جا رہا تھا میں نے آواز دی میں نے پوچھا بأی عمل اتوسّل بھائی میں کون سا عمل کر کے وسیلہ کروں؟

تو اس نے جواب دیا صل رکعتین ثم توسّل پہلے دو رکعت نفل پڑھو پھر دُعا مانگو اور توسّل کرو۔ کہ یا اللہ اِن دو رکعتوں کے وسیلہ سے میری دُعا قبول فرما تو میں نے جواب میں کہا تیری اور میری دو رکعتیں تو ہوں اللہ کو پیاری اور اللہ کے نبی ﷺ اللہ کو پیارے نہیں، عجیب بات ہے، پھر وہ چلا گیا ۔۔۔۔۔۔۔ (ملخص یادگار خطبات)

اعتراض (۹) فضائل اعمال کے ص ۹۶ پر حضرت شیخؒ نے ایک ایسا واقعہ نقل کیا ہے جس سے آل رسول ﷺ کی تنقیص لازم آتی ہے۔ وہ ایسے کہ حضرت علیؓ کا جنتی ہونا یقینی اور قطعی ہے اور وہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ جب حجاج بن یوسف نے سعید بن جبیرؒ سے پوچھا کہ حضرت علیؓ جنت میں ہیں یا جہنم میں، تو اس پر سعید بن جبیرؒ نے فرمایا کہ اگر میں جنت میں جا کر دیکھ لوں اور جہنم میں جا کر دیکھ لوں تو پھر بتا سکتا ہوں۔ لہٰذا جس کا جنتی ہونا یقینی ہے اُس کے بارے میں کیے گئے سوال پر اِن مذکورہ الفاظ سے جواب دینے سے آل رسول ﷺ کی تنقیص لازم آتی ہے۔

جواب:۔ حضرت سعید بن جبیرؒ حالت اضطراری میں تھے، حجاج بن یوسف چاہ رہا تھا کہ کسی طریقے سے میں اِن کو پھنساؤں اور جلاد کو حکم دوں کہ وہ اِن کو قتل کر دے۔ حجاج بن یوسف چونکہ حضرت علیؓ سے بغض رکھتا تھا لہٰذا اس نے سعید بن جبیرؒ سے ایسا سوال کیا جس سے وہ پھنسیں۔ تاکہ مجھے موقع مل جائے اُن کو قتل کروانے کا۔ اسی وجہ سے سعید بن جبیرؒ بڑے احسن طریقے سے سوالات کے جوابات دے رہے تھے۔ سعید بن جبیرؒ نے جواب میں نہ کفر اختیار کیا اور نہ ہی جھوٹ بولا اور نہ ہی توریہ اختیار کیا۔ بلکہ صرف جواب کا انداز بدلا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب فرعون نے پوچھا مَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی کہ پہلی نافرمان قوموں کا کیا انجام ہوا۔ اسکا صاف جواب تو یہ تھا کہ وہ جہنم میں ہیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ حالت اضطراری میں تھے لہٰذا انہوں نے صرف جواب کا انداز بدلا، تاکہ فرعون کو کسی قسم کا موقع نہ ملے بات کو طول دینے کا اور نہ ہی اُن کو قتل کرنے کا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں فرمایا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ کہ اسکا علم میرے ربّ کے پاس ہے۔ بالکل اسی طرح سعید بن جبیرؒ نے بھی صرف جواب کا انداز بدلا ہے۔ لہٰذا اس سے آلِ رسول ﷺ کی کسی قسم کی کوئی تنقیص لازم نہیں آتی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿ حالتِ اضطراری میں تو کلمہ کفر کہنا بھی جائز ہو جاتا ہے ﴾

حضرت عمار بن یاسرؓ کو ایک دن مشرکین عرب نے اس قدر پانی میں غوطے دیئے کہ بالکل بدحواس ہو گئے اور مشرکین عرب نے جو کچھ چاہا اُن سے اقرار کرا لیا۔ حضرت عمارؓ کی جب اُن سے جان چھوٹ گئی تو دربارِ نبوت میں حاضر ہوئے تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا، عمار کیا خبر ہے؟ عرض کی! یارسول اللہ ﷺ نہایت ہی بُری خبر ہے آج میری جان اُس وقت تک نہ چھوٹی جب تک کہ میں نے آپ ﷺ کی شان میں بُرے الفاظ اور اُن کے معبودینِ باطلہ کے حق میں اچھے الفاظ استعمال نہ کیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا اے عمارؓ دل کی کیا کیفیت تھی، عرض کی دل ایمان پر مطمئن ہے۔ سرورِ کائنات ﷺ نے نہایت شفقت کے ساتھ حضرت عمارؓ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے پونچھے۔ فرمایا کچھ مضائقہ نہیں اگر یہ پھر بھی ایسا ہی کریں تو تم بھی ایسا ہی کر لینا۔ اس کے بعد قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ ہے۔ "جو شخص ایمان لانے کے بعد خدا کا انکار کرے مگر وہ جو مجبور کیا گیا ہو اور اُس کا دل ایمان سے مطمئن ہے"۔ (یعنی اُس سے کوئی مواخذہ نہیں)۔ سورہ النحل آیت ۱۰۶۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ماخوذ از طبقات ابن سعدؒ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریاؒ نے سیدنا علی المرتضیٰؓ کے بارے میں خصوص طور پر لکھا ہے کہ "جس نے علیؓ سے محبت کی اس نے دین کی مضبوط رسی کو پکڑ لیا"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(فضائل اعمال ص ۱۹۹)

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریاؒ نے فضائل ذکر میں ۴۰ نمبر حدیث کے تحت ایمان کی ۷۰ شاخوں کے بیان میں ۱۱ نمبر شاخ میں آل رسول ﷺ سے محبت کرنے کو ایمان کا جزء قرار دیا ہے۔۔۔۔۔(فضائل اعمال ص ۵۱۶)

اعتراض (۱۰) کہ حضرت شیخؒ نے بعض صحابہؓ کی طرف نبی پاک ﷺ کے خون پینے کی نسبت کی ہے حالانکہ خون ناپاک ہے؟

جواب:۔ حضرت شیخؒ نے (فضائل اعمال ص ۱۸۸) پر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت مالک بن سنانؓ کا واقعہ نقل کیا ہے جس میں ان حضراتؓ کا حضور ﷺ کے خون مبارک کو پینے کا ذکر ہے۔

یہ واقعات شیخ الحدیثؒ نے اپنی طرف سے نقل نہیں کئے بلکہ مندرجہ ذیل مشہور کتب کے اندر منقول ہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا نبی پاک ﷺ کے خون پینے کا واقعہ مندرجہ ذیل کتب میں منقول ہے﴾

☆ مستدرک حاکم ---------- (ج ۳ ص ۵۵۳)

☆ سنن الکبریٰ للبیہقیؒ ---------- (ج ۷ ص ۶۷)

☆ سیر اعلام النبلاء للذہبیؒ ---------- (ج ۳ ص ۳۶۶)

☆ مجمع الزوائد بروایت طبرانی و بزارؒ ---------- (ج ۸ ص ۲۷۰)

☆ کنز العمال بروایت ابن عساکرؒ ---------- (ج ۱۳ ص ۴۶۹)

☆ الخصائص الکبریٰ للسیوطیؒ ---------- (ج ۱ ص ۱۲۳)

☆ الاصابہ بروایت ابی یعلی والبیہقیؒ فی الدلائل ---------- (ج ۴ ص ۸۱)

☆ حلیۃ الاولیاء ---------- (ج ۱ ص ۳۳۰)

☆ علامہ ہیثمیؒ اس واقعہ کو نبی پاک ﷺ کی خصوصیات کے باب میں نقل کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ یہ روایت طبرانیؒ اور بزارؒ کی ہے اور مسند بزار کے تمام راوی صحیح کے روای ہیں، علاوہ ھنید بن القاسمؒ کے اور وہ بھی ثقہ ہے ---------- (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۷۰)

☆ اِمام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا حضور ﷺ کے خون کو پینا، یہ واقعہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ سے بھی متعدد سندوں سے مروی ہے --- (سنن الکبریٰ للبیہقیؒ ج ۷ ص ۶۷)

☆ حافظ شمس الدین ذہبیؒ فرماتے ہیں۔ اس روایت کو امام ابو یعلیؒ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور لکھا ہے کہ میں نہیں جانتا ھنیدؒ راوی پر کسی کی جرح کو ---------- (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۳۶۶)

☆ علامہ علی متقی حنفیؒ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں رجالہ ثقات اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں ---------- (کنز العمال ج ۱۳ ص ۴۶۹)

﴿حضرت مالک بن سنانؓ کا آنحضرت ﷺ کے خون پینے کا واقعہ مندرجہ ذیل کتب میں ہے﴾

☆ حافظ ابن حجر عسقلانی الشافعیؒ نے یہ واقعہ ابن ابی عاصم، بغوی، صحیح بن السکن اور سنن سعید بن منصور کے حوالے سے بھی نقل کیا ہے ---------- (الاصابہ ج ۵ ص ۵۳۸)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہی واقعہ کتاب "مختصر سیرت رسول ﷺ مؤلفہ ابن عبدالوہاب نجدی ص ۴۰۲" پر بھی موجود ہے۔

اس کتاب کا ناشر غیر مقلدین کا مشہور مدرسہ جامعۃ العلوم الاثریہ جہلم ہے۔

خلاصہ کلام:۔ دونوں واقعات مستند ہیں اور اکابر علماء کرام نے اِن کو روایت کیا ہے۔لہٰذا بغیر دلیل کے ہم اِن واقعات کا انکار نہیں کر سکتے۔

فائدہ:۔ مشہور مفسر علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں "دمِ مسفوح والی آیت حجۃ الوداع کے دن عرفہ میں نازل ہوئی"

(تفسیر قرطبی۔۔۔۔ج ۲ص ۲۱۶)

☆ حافظ ابن عبدالبر مالکیؒ لکھتے ہیں۔

مالک بن سنانؓ غزوہ اُحد میں شہید ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (الاستیعاب مع الاصابہ ج ۳ص ۳۵۰)

دیکھئے اُحد میں شہید ہونے والے وہ بھی تھے جنھوں نے شراب پی تھی کیونکہ ابھی شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی۔ بالکل اسی طرح دمِ مسفوح کی حرمت کا مسئلہ ہے۔لہٰذا اعتراض کرنے والے کے ذمہ ہے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ دمِ مسفوح کی حرمت کے نازل ہونے کے بعد اِن حضراتؓ نے خون پیا تھا۔

اعتراض:(۱۱) فضائل اعمال میں لکھا ہوا ہے کہ نبی پاک ﷺ کے بول و براز پاک ہیں۔

جواب:۔ اکثر علماء کے نزدیک نبی پاک ﷺ کے بول و براز پاک ہیں

﴿مفتی ہند مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں﴾

شوافعؒ میں بعض علماء محققینؒ نے آنحضرت ﷺ کے بول و براز کی طہارت کا حکم کیا ہے اور علماء حنفیہؒ نے اس کو نقل کر کے اس کے ساتھ اپنی موافقت بیان کی ہے۔اور بعض صحابہؓ اور صحابیاتؓ کے اُس واقعہ سے کہ انہوں نے حضور ﷺ کا پیشاب نادانستگی میں پی لیا تھا مگر حضور ﷺ نے خبر پا کر اُن کو دُعا دی اور انکار نہیں فرمایا، طہارت پر استدلال کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کفایت المفتی ج ۱ص ۱۹)

﴿ام ایمنؓ کا واقعہ مندرج ذیل کتب میں بھی موجود ہے﴾

(الاستیعاب لابن عبدالبرؒ ج ۲ص ۴۹۰، الخصائص الکبریٰ للسیوطیؒ ج ۱ص ۱۳۰، الشفاء للقاضی عیاضؒ ص ۶۶)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مندرجہ ذیل علماء کرام نبی پاک ﷺ کے فضلات کو پاک لکھتے ہیں

☆ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعیؒ ---------- (فتح الباری ج ۱ ص ۳۶۱)
☆ علامہ بدرالدین عینی حنفیؒ ---------- (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۵۲)
☆ امام نووی شافعیؒ ---------- (شرح مہذب ج ۱ ص ۲۳۴)
☆ قاضی عیاض مالکیؒ ---------- (الشفاء ص ۶۶)
☆ ملا علی قاری حنفیؒ ---------- (مرقات ج ۲ ص ۵۳، جمع الوسائل شروح الشمائل ج ۲ ص ۲)
☆ حافظ سیوطی شافعیؒ ---------- (خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۷۱)
☆ علامہ شامیؒ ---------- (فتاویٰ شامی ج ۱ ص ۳۱۸)
☆ صاحب نہایت المحتاجؒ ---------- (ج ۱ ص ۲۴۲ فقہ شافعی کی مشہور کتاب)
☆ صاحب مغنی المحتاجؒ ---------- (ج ۱ ص ۷۹ فقہ شافعی کی مشہور کتاب)
☆ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلویؒ ---------- (مدارج النبوت ج ۱ ص ۴۳)

مندرجہ ذیل علماء دیوبندؒ بھی اسی کے قائل ہیں

☆ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ---------- (نشر الطیب ص ۱۳۵)
☆ مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ ---------- (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۱ ص ۸۵، ۲۱۱)
☆ شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ ---------- (فضائل اعمال ص ۱۸۸)
☆ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ ---------- (معارف السنن ج ۱ ص ۹۸)
☆ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ---------- (آپکے مسائل اور انکا حل ج ۹ ص ۱۳۳)

حضرت مولانا امین اوکاڑویؒ کی ایک لطیف بحث

حضرت مولانا امین اوکاڑویؒ لکھتے ہیں کہ "وحید صاحب نے کہا کہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے تو تحریر کیا ہے کہ حضور ﷺ کے فضلات پیشاب، پاخانہ وغیرہ سب پاک ہیں۔ میں نے کہا فضلہ کا معنیٰ بچا ہوا پھوک ہے معدہ کھانے کو پکاتا ہے اس میں اصل قوت جگر کھینچ لیتا ہے اور پھوک پاخانہ بن کر نکل جاتا ہے یہ معدے کا فضلہ ہے پھر جگر خون تیار کر کے دل کو دیتا ہے اور جو پھوک رہ جاتا ہے وہ پیشاب بن کر خارج ہو جاتا ہے یہ جگر کا فضلہ ہے۔ پھر وہ خون ایک ایک رگ کو سٹیم مہیا کرتا ہے اس خون سے جو فضلہ بچتا ہے وہ مسامات

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں پسینے کی شکل میں خارج ہو جاتا ہے پھر جو خون جزو بدن اور گوشت بن گیا اس کا پھوک میل کچیل کی شکل میں مسامات کے ذریعہ نکلتا ہے لیکن یہ تو صراحۃً ثابت ہے کہ عوام کے میل کچیل پر مکھی بیٹھتی ہے مگر آنحضرت ﷺ کے جسدِ اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی اور یہ بھی متفق علیہ حقیقت ہے کہ عوام کا پسینہ بدبودار ہوتا ہے مگر آنحضرت ﷺ کا پسینہ مُبارک دُنیا کی اعلیٰ ترین خوشبوؤں کو شرماتا تھا۔ آپ ﷺ کی نیند مُبارک کو بھی نیند ہی کہا جاتا تھا مگر وہ نیند ہماری ہزار بیداریوں سے اعلیٰ وارفع تھی۔ آپ ﷺ کا خواب بھی وحی ہوتا تھا، آپ ﷺ کی نیند مُبارک سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا تو جیسے آپ ﷺ کا پسینہ مُبارک پسینہ ہی کہلاتا ہے مگر یہ کس نے کہا کہ آپ ﷺ کے پسینہ مُبارک کو عام انسانوں جیسا سمجھا جائے وہ آپ ﷺ کیلئے پسینہ ہی تھا مگر عشاق کیلئے بہترین خوشبو۔ بادام روغن نکالنے کے بعد جو بادام کا فضلہ بچتا ہے وہ بادام کا فضلہ ہی ہے مگر بنولہ کہے کہ میرے فضلہ جیسا ہے تو کوئی عقل منداس کو تسلیم نہیں کرے گا۔ آنحضرت ﷺ بے شک انسان تھے لیکن آپ ﷺ کو جن خصائص سے اللہ تعالیٰ نے نوازا تھا ان خصائص کا انکار کیوں کیا جائے؟ یاقوت بھی پتھر ہے، حجر اسود بھی ایک پتھر ہے مگر یاقوت اس کا مقابلہ کیوں کر کر سکتا ہے حجر اسود جنت سے آیا ہوا ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کے اجسام مطہرہ مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے جنت کے خواص رکھ دیئے ہیں اسی لیے اِن اجسام مطہرہ کو مٹی پر حرام کر دیا گیا ہے (کہ ان کو کھائے)، اِن اجسام مطہرہ کا پسینہ مثل جنت کے پسینے کے خوشبودار بنا دیا گیا۔ اسی طرح دوسرے فضلات بھی اگر خصوصیت طہارت رکھتے ہوں تو اس میں کیا اشکال ہے۔۔۔۔ (ماخوذ از تجلیاتِ صفدر ج ۱ ص ۴۸۱)

﴿ایک اشکال اور اسکا جواب﴾

اشکال: اگر نبی پاک ﷺ کے بول و براز پاک تھے تو وضو کیوں ٹوٹتا تھا؟

جواب: یہ کوئی ضروری نہیں کہ جسم سے ناپاک شئی نکلے گی تو وضو ٹوٹے گا ہم آپکو ایسی مثال دیتے ہیں کہ جسم سے پاک شئی نکلی تو وضو ٹوٹ گیا ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی پاک ﷺ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نماز پڑھا رہے تھے ایک نابینا صحابیؓ سامنے سے آرہے تھے وہ اچانک گڑھے میں گر گئے اس منظر کو دیکھ کر ایک نئے نئے مسلمان صحابیؓ لاعلمی میں قہقہہ لگا کر ہنس پڑے نبی پاک ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر اس صحابیؓ کو فرمایا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جاؤ وضو کرو اور دوبارہ نماز پڑھو۔۔۔۔۔۔ (کتاب الآثار بروایت امام محمدؒ، مصنف عبدالرزاقؒ، دارقطنی، نصب الرایہ)

اب آپ ذرا غور فرمائیں قہقہ کوئی ناپاک شئ نہیں لیکن اس کے نکلنے سے اس روایت کے مطابق اس صحابیؓ کا وضو جاتا رہا

فقہ کی مشہور کتاب درمختار ج ا ص ۲۳۲ میں لکھا ہے کہ شہید کا خون پاک ہے جب شہید کا خون پاک ہے تو نبی پاک ﷺ کا خون بطریق اولی پاک ہے یہی وجہ ہے کہ شہید کو انہی خون آلودہ کپڑوں کے ساتھ دفن کر دیا جاتا ہے حضرت عثمانؓ کے خون کا دھبہ جس قرآن کے نسخہ پر گرا تھا آج بھی وہ قرآن ترکی کے عجائب گھر میں محفوظ ہے اور وہ خون کا دھبہ بھی موجود ہے جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اگر شہید کا خون ناپاک ہوتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کبھی بھی اس دھبے کو باقی نہ چھوڑتے

اعتراض (۱۲) شیخ الحدیثؒ نے (معاذاللہ) آیت ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر ○ کے ترجمہ میں تحریف کی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (فضائل اعمال ص ۲۶۷)

جواب: ۔اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرامؒ سے دو قول منقول ہیں

(۱) قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان کر دیا ہے

(۲) قرآن کو حفظ کیلئے آسان کر دیا ہے۔

﴿ مندرجہ ذیل تفسیروں میں دونوں قول منقول ہیں ﴾

☆ تفسیر ابن کثیر۔۔۔۔۔۔۔۔ (ج ۴ ص ۲۶۴)
☆ تفسیر کشاف۔۔۔۔۔۔۔۔ (ج ۴ ص ۴۳۵)
☆ تفسیر البحر المحیط۔۔۔۔۔۔۔ (ج ۸ ص ۱۷۸)
☆ تفسیر روح المعانی ۔۔۔۔۔۔ (ج ۷ ص ۸۴)
☆ تفسیر مظہری۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (ج ۷ ص ۱۳۸)
☆ تفسیر جلالین ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (ص ۴۴۱)

﴿ مندرجہ ذیل تفسیروں میں صرف ایک قول منقول ہے ﴾

☆ تفسیر قرطبی ۔۔۔۔۔۔۔۔ (ج ۱۷ ص ۱۳۴)
☆ تفسیر زادالمسیر ۔۔۔۔۔۔ (ج ۸ ص ۹۴)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿ فضائل اعمال میں جس قول کو نقل کیا گیا ہے وہ مندرجہ ذیل مفسرین کرامؒ سے منقول ہے ﴾

☆ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ ☆ امام مجاہدؒ ☆ امام ضحاکؒ ☆ امام سدیؒ ☆ امام ابن شوذبؒ
☆ امام مطر الوراقؒ ☆ حضرت قتادہؒ۔ دیکھیے ----------(تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۶۴)

اور یہ ہی مفہوم حضرت سعید ابن جبیرؒ سے بھی منقول ہے۔

(زاد المسیر ج ۸ ص ۹۴۔۹۵، تفسیر قرطبی ج ۱۷ ص ۱۳۴، تفسیر البحیط ج ۸ ص ۱۷۸)

اعتراض (۱۳)

فضائل اعمال اور فضائل صدقات میں کچھ واقعات ایسے ہیں جو ناممکنات میں سے ہیں اور ان سے شرک و بدعات کا دروازہ کھلتا ہے؟

جواب: جس کام کو عام انسان ناممکن سمجھتا ہے اگر وہ کام کسی نبی علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو اسکو معجزہ کہتے ہیں۔ مثلاً

☆ صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا پتھر سے پیدا ہونا۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کا اژدھا بننا اور دست مُبارک کا روشن ہونا اور ان کیلئے اور ان کی قوم کے لئے دریا میں راستوں کا بننا۔

☆ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے آگ کا گل و گلزار ہونا۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر مُردوں کا زندہ ہونا اور مریضوں کا تندرست ہونا وغیرہ۔

☆ حضور ﷺ کے دست مُبارک پر چاند کا دو ٹکڑے ہونا۔

یہ سب چیزیں معجزات میں سے ہیں۔ اسکے علاوہ آپ ﷺ کے سینکڑوں معجزات ہیں جن کا ذکر کتب حدیث میں موجود ہے اور ہمارے مولانا بدر عالم میرٹھیؒ نے ترجمان السنہ میں اور مولانا احمد سعید سبحان الہندؒ نے معجزات رسول ﷺ میں بھی سینکڑوں معجزات ذکر کیے ہیں۔ اگر ایسا کام جس کو انسان ناممکن سمجھتا ہے کسی ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو اس کو کرامت کہتے ہیں مثلاً

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت مریم علیہا السلام کیلئے بند حجرہ میں بے موسمی پھلوں کا مہیا ہونا اور خشک درخت سے تازہ کھجوروں کا مہیا ہونا وغیرہ اسی طرح اصحاب کہف کا ۳۰۹ سال غار میں سونا۔

اس کے علاوہ کتب حدیث و تاریخ میں سینکڑوں کرامات اولیاء موجود ہیں جن کا احاطہ اس مقام پر دُشوار ہے۔ اعتراض کرنے والے جن واقعات کو ناممکن اور شرک و بدعات کا سبب سمجھتے ہیں وہ اسی قبیل سے ہیں یا تو معجزات ہیں یا کرامات ہیں، اعتراض کرنے والوں سے ہماری گذارش ہے کہ وہ ان واقعات کو جب پڑھیں تو مسلمانوں والے ذہن سے پڑھیں، عیسائیوں والے ذہن سے نہ پڑھیں۔ اس لیے کہ جب عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات کو پڑھتے ہیں تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کمال ہے اور یہ کام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ لیکن جب مسلمان اِن واقعات کو پڑھتے ہیں تو وہ اس ذہن سے پڑھتے ہیں کہ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو رہے ہیں اور اس میں درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کارفرما ہے۔ لہٰذا ہماری گذارش ہے کہ جو بھی اِن واقعات کو پڑھے تو وہ مسلمانوں والے ذہن سے پڑھے۔ انشاء اللہ اسکو اِن واقعات میں توحید نظر آئیگی۔ اگر عیسائیوں والے ذہن سے پڑھے گا تو لامحالہ اسکو اِن واقعات میں شرک ہی نظر آئیگا۔

عقلی دلیل:۔

فرض کریں کہ ایسے واقعات شرک و بدعات کا سبب ہیں، اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ جو اس کتاب کو زیادہ پڑھے گا تو وہ بڑا مشرک ہوگا حالانکہ ہمیں کوئی اللہ کا بندہ جس نے تبلیغ میں سال یا تین چلے لگائے ہوں نظر نہیں آیا جو شرک کرتا ہو۔ اعتراض کرنے والوں کو اگر کوئی ایسا بندہ نظر آیا ہو تو ضرور مطلع فرمائیں ورنہ عیسائیت والے ذہن سے اِن کتابوں کو ہاتھ نہ لگائیں

اعتراض (۱۴)

حضرت شیخؒ کی کتابوں میں اولیاء اللہ کیلئے ایسی چیزوں کو ثابت کیا گیا ہے جو انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ کیلئے بھی ظاہر نہ ہوئیں۔

جواب:۔ اس کا جواب امام المناظرین حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے لکھتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فرماتے ہیں کہ "وحید صاحب نے کہا ایسے واقعات کو کیسے مان لیا جائے؟ ان میں ایسی باتوں کا ذکر ہے جو انبیاء علیہم السلام کیلئے بھی ظاہر نہیں ہوئیں، نبی علیہ السلام اور صحابہؓ کا مقام تو ولی سے بہت بلند ہے۔ یہ بالکل ناممکن ہے کہ ایک خرق عادت نبی علیہ السلام اور صحابیؓ کے ہاتھ پر تو ظاہر نہ ہو اور کسی ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو جائے۔ میں نے کہا عجیب بات ہے جہاں قیاس جائز ہو وہاں تو آپ اس کو شرک کہتے ہیں اور (اب) خرق عادات میں قیاس شروع کر دیا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کو خواب نظر آتے ہیں یا نہیں؟ اس نے کہا آتے ہیں۔ میں نے کہا بالکل وہی جو انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ کو آئے یا اور بھی؟ اس نے کہا یہاں انبیاء علیہم السلام اور صحابہؓ کا کیا ذکر اللہ تعالیٰ جس کو خواب چاہیں دکھا دیں۔ میں نے کہا بعض اوقات ایک چھوٹے بچے کو خواب نظر آتا ہے کہ صبح بتاتا ہے کہ آج خواب میں، میں نے دیکھا کہ نانا ابو آئے ہیں اور واقعتاً وہ آ بھی جاتے ہیں اور خواب سچا ہو جاتا ہے۔ مگر اس خواب کا کوئی یہ کہہ کہ انکار نہیں کرتا کہ گھر کے بڑوں کو یہ خواب نہیں آیا تو ہم کیسے مان لیں کہ بچے کو خواب آ گیا؟ دیکھو حضرت بی بی مریم علیہا السلام ولیہ ہیں انکو بے موسم پھل مل رہے ہیں۔ مگر حضرت زکریا علیہ السلام جو نبی ہیں انکو نہیں مل رہے ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خاوند کے ہوتے ہوئے لڑکی بھی نہیں دی اور بی بی مریم علیھا الرحمۃ کو بغیر خاوند کے لڑکا عطا فرما دیا، حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہاتھ مُبارک روزانہ منہ پر پھرتے ہیں مگر بینائی واپس نہیں آئی حضرت یوسف علیہ السلام کی صرف قمیض لگنے سے بینائی واپس آ گئی، جو ہوا سلیمان علیہ السلام کا تخت اُٹھائے پھرتی تھی اس ہوا کو یہ حکم نہیں ملا کہ سفر ہجرت میں آپ ﷺ کو ایک لحہ میں مدینہ پہنچا دے، حضرت سلیمان علیہ السلام نبی ہیں لیکن تخت بلقیس کا آنا ان کے صحابیؓ کی کرامت ہے تو بھئی یہ اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے وہ چاہیں تو ہزاروں میل دور بیت المقدس کا کشف ہو جائے، جنت دوزخ کا کشف ہو جائے اور نہ چاہیں تو چند میل سے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی غلط خبر آئے اور آپ بیعت لینا شروع کر دیں۔ وہ نہ چاہے تو کنعان کے کنوئیں میں یوسف علیہ السلام کا یعقوب علیہ السلام کو پتہ نہ چلے اور جب چاہے تو مصر سے یوسف علیہ السلام کے کُرتے کی خوشبو کنعان میں سونگھا دے۔ میں نے کہا آپ جو ساری دُنیا کو مشرک کہہ رہے ہیں اس پر نظر ثانی کریں اور توبہ کریں"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ماخوذ از تجلیاتِ صفدر ج ا ص ۴۶۹)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿جزوی فضیلت سے کلی فضیلت لازم نہیں آتی﴾

امام فخر الدین الرازیؒ فرماتے ہیں کہ ان حضار العرش فی تلك الساعة اللطیفة درجة عالیة فلو حصلت لآصف دون سلیمان لاقتضی ذالك تفضیل آصف علی سلیمان علیه السلام وانه غیر جائز ---------- (تفسیر کبیر ج ۲۴ ص ۱۹۸)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ چند لمحات میں ملکہ بلقیس کا تخت حاضر کرنا اگر چہ ایک گونہ فضیلت کا مقتضی ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی آصف برخیا کو حاصل ہے خود سلیمان علیہ السلام کو حاصل نہیں حالانکہ یہ ایک جزوی فضیلت ہے اور قانون ہے کہ جزوی فضیلت سے کلی فضیلت ثابت کرنا جائز نہیں

اعتراض: (۱۵) فضائل حج ص ۸۲۰ پر لکھا ہوا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے پیدل چل کر ایک روایت کے مطابق چالیس حج کئے اور ایک روایت کے مطابق ایک ہزار حج کئے

جواب: حافظ ابن کثیرؒ نے حضرت حسن بصریؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ هبط آدم علیه السلام بالهند حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان میں اترے ---------- (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۰۴)

﴿چالیس سال پیدل چل کر حج کرنے والی روایت مندرجہ ذیل ہے﴾

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ولقد حج منها اربعین حجة علی رجلیه اور البتہ تحقیق حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے پیدل چالیس حج کئے (اخرجه ابن جریرؒ فی تاریخه والبیهقیؒ فی شعب الایمان وابن عساکرؒ عن ابن عباسؓ کذافی تفسیر درمنثور ج ۱ ص ۷۱)

﴿ایک ہزار سال پیدل بیت اللہ شریف آنے کی روایت مندرجہ ذیل ہے﴾

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ان آدم علیه السلام اتی البیت الف اتیه لم یرکب قط فیهن من الهند علی رجلیه بیشک حضرت آدم علیہ السلام ایک ہزار مرتبہ ہندوستان سے بیت اللہ پیدل تشریف لائے اور کبھی بھی سوار نا ہوئے

(رواه ابن خزیمه فی صحیحه کذافی الترغیب والترهیب ج ۲ ص ۱۱۶)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اعتراض (۱۶) فضائل اعمال ص ۶۵۴ پر افطار کی دعا میں بعض الفاظ کی زیادتی ہے

جواب: یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں ''ادعیہ ماثورہ'' میں اگر سلف صالحینؒ سے الفاظ حسنہ کی زیادتی منقول ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں یہ تو خود غیر مقلدین کے ہاں بھی جائز ہے ''فتاوی علمائے حدیث'' میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ ''میرے فہم میں یہ سب تشددات ہیں الفاظ حسنہ زیادہ ہو جائیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں عبداللہ بن عمرؓ سے صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث میں موجود ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے کہ تلبیہ رسول اللہ ﷺ کا اس قدر تھا لبیك اللهم لبیك لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك اور عبداللہ بن عمرؓ اس پر یہ کلمات زیادہ کرتے تھے لبیك وسعدیك والخیر بیدیك والرغباء الیك والعمل بہت مواضع میں ثابت ہے کہ صحابہ کرامؓ اور علماء اسلام الفاظ ماثورہ پر درود شریف اور دعوت میں بعض الفاظ زیادہ کرتے تھے اور تعامل بلانکیر جاری رہا نماز میں بھی اگر ادعیہ ماثورہ پر زائد دعا یہ پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں دیکھو صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے جو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتا تھا قومہ میں یہ دعا پڑھی ربنا ولك الحمد حمدا كثیرا طیبا مبارکا فیہ جس وقت آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کلمات کس نے پڑھے ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا صحابہؓ ساکت ہو گئے اور پڑھنے والا ڈر گیا کہ شاید آپ ﷺ میرے پڑھنے سے ناراض ہو گئے آپ ﷺ نے فرمایا من القائل فانه لم یقل بأسا جس نے یہ کلمات کہے ہیں اس نے کوئی بری بات نہیں کہی پھر وہ شخص بولا انا قلتها لم ارد بها الا خیرا فقال رسول الله رایت بضعة وثلاثین ملکا یبتدرونها ایهم یکتبها اولا یعنی تیس سے کچھ زیادہ فرشتے اسکے لکھنے کے واسطے آئے تھے ہر ایک چاہتا تھا کہ میں اسکو پہلے لکھوں اس سے ثابت ہوا کہ ماثورہ پر زیادت جائز ہے کیونکہ یہ دعا اس شخص نے اپنی طرف سے ماثورہ پر زیادتی کی تھی اگر یہ تعلیم نبوی ﷺ ہوتی تو خوف کس بات کا تھا جس پر وہ سکوت کرتا رہا اور جواب نہ دے سکا اسی طرح ایک شخص نے نماز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چھینک کر یہ دعا پڑھی الحمدلله حمدا كثیرا طیبا مبارکا علیه کما یحب ربنا ویرضی آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر دو دفعہ پوچھا یہ پڑھنے والا کون تھا کوئی نہ بولا تیسری دفعہ پوچھا آخر وہ شخص بولا یا رسول اللہ ﷺ میں نے پڑھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کچھ اوپر تیس فرشتے دوڑے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ان کلمات کیلئے کہ کون اوپر لے جاوے گا (ابوداؤد والنسائی والترمذی) حدیث میں تو فقط چھینک کے واسطے اسقدر وارد ہے الحمد لله علی کل حال یہ زیادت اس شخص نے اپنی طرف سے کی اور رسول اللہ ﷺ نے اسکی تحسین فرمائی اسکے نظائر بکثرت ہیں اگر کل کا استیعاب کیا جاوے تو مستقل کتاب بنے گی غرضیکہ اس قسم کی زیادت بدعت نہیں بلکہ فمن تطوع خیرا فھو خیر له میں داخل ہے هو الموفق اس مسئلہ کی تحقیق شرح ابی داؤد ج ۴ ص ۴۰۹ میں بسط کے ساتھ کی گئی ہے من شاء زیادة فلیراجع الیه مولانا عبدالجبار، سید نذیر حسین دہلوی فتاوی نذیریہ شمس الحق عظیم آبادی کتبہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (فتاوی علمائے اہل حدیث ج ۱ ص ۵۷)

اعتراض (۱۷) شیخ الحدیثؒ نے فضائل کی کتب میں چند ایسے واقعات نقل کئے ہیں جن سے اکثار فی العبادات ثابت ہوتی ہے

جواب: علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے "اکثار فی العبادات" کے عنوان پر مستقل کتاب تصنیف کی ہے اور دلائل سے ثابت کیا ہے بکثرت عبادت کرنا جائز ہے بدعت نہیں ہے ان واقعات کو صرف شیخ الحدیثؒ نے ہی نقل نہیں کیا بلکہ مندرجہ ذیل کتب میں بھی منقول ہیں

﴿عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھنے والے حضرات علمائے کرامؒ کے نام﴾

حضرت عمرؓ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (البدایہ والنہایہ)

امام ابوحنیفہؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (دول الاسلام للذھبیؒ ج ۱ ص ۹۷، تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۵۴، مفتاح السعادہ ج ۲ ص ۷۸، ذیل الجواہر ج ۲ ص ۴۹۳، البدایہ والنہایہ ج ۱۰ ص ۱۰۷، تبیض الصحیفہ)

محدث امام یزید بن ہارونؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۹۲، تاریخ بغدادی ج ۱۴ ص ۳۳۷)

امام سلیمان بن طرحانؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (دول الاسلام للذہبیؒ ج ۱ ص ۷۲، طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۱۸)

﴿قرآن کریم دن اور رات یا صرف ایک رات میں ختم کرنے والے حضرات علمائے کرام کے نام﴾

حضرت عثمان بن عفانؓ۔۔۔۔۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۸، مصنف ابن ابی شیبہ، طحاوی، کنز العمال، قیام اللیل ص ۶۳ طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۵۳، ذیل الجواہر ج ۲ ص ۴۹۳، مقالات لارشاد الحق اثری غیر مقلد ج ۲ ص ۲۹۹)

حضرت تمیم داریؓ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(طحاوی ج۱ ص۲۰۵، کتاب الثقات لابن حبان، ابن عساکر کتاب الانساب، فتح المبین لابن حجر، تہذیب التہذیب ج۱ ص۵۱۱، ذیل الجواہر ج۲ ص۴۹۳ مقالات لارشادالحق اثری غیر مقلد ج۲ ص۳۰۱))

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(طحاوی ج۱ ص۲۰۵، قیام اللیل ص۶۳)

حضرت سعید بن جبیرؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(طحاوی ج۱ ص۲۰۵، ترمذی ج۱ ص۱۱۸، ذیل الجواہر ج۲ ص۴۹۳، تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص۷۲، مقدمہ تحفۃ الاحوذی لمبارک پوری غیر مقلد، مقالات لارشادالحق اثری غیر مقلد ج۲ ص۲۹۹)

امام ابوحنیفہؒ۔۔۔(تاریخ بغداد ج۱۳ ص۳۵۴، تبیض الصحیفہ، مقالات لارشادالحق اثری غیر مقلد ج۲ ص۲۹۸)

امام شافعیؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص۳۲۹، حلیۃ الاولیاء ج ص مقالات لارشادالحق اثری غیر مقلد ج۲ ص۲۹۸)

امام وکیعؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تاریخ بغدادی ج۱۳ ص۴۷۰)

امام یحیٰ بن سعید القطانؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تاریخ بغدادی ج۱۴ ص۱۴۱، تہذیب الاسماء واللغات ج۲ ص۱۵۴، مقدمہ تحفۃ الاحوذی لمبارک پوری غیر مقلد)

امام مجاہدؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کتاب الاذکار للنواوی)

امام بخاریؒ۔۔۔۔۔۔(طبقات الشافعیہ ج۲ ص۹، الھدی الساری مقدمہ فتح الباری، الحطہ فی ذکر صحاح ستہ للنواب صدیق حسن غیر مقلد ص۲۲، ترجمہ صحیح بخاری للنواب وحیدالزمان غیر مقلد، مقالات لارشادالحق اثری غیر مقلد ج۲ ص۲۹۸)

امام سعید بن جبیرؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مقالات لارشادالحق اثری غیر مقلد ج۲ ص۲۹۸)

امام منصور بن زاذانؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مقالات لارشادالحق اثری غیر مقلد ج۲ ص۲۹۸)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

امام محمد بن احمد بن قدامہؒ۔۔۔(ذیل طبقات الحنابلہ کذا فی مقالات لارشاد الحق اثری غیر مقلد ج ۲ ص ۲۹۸)

امام زہیر بن محمد بغدادیؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مقالات لارشاد الحق اثری غیر مقلد ج ۲ ص ۲۹۸)

امام سعد بن ابراہیمؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مقالات لارشاد الحق اثری غیر مقلد ج ۲ ص ۲۹۸)

امام واصل بن عبدالرحمٰنؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مقالات لارشاد الحق اثری غیر مقلد ج ۲ ص ۲۹۸)

﴿مشہور غیر مقلد عالم ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں کہ﴾

''ائمہ سلف کے یہ معمولات'' سیر اعلام النبلاء، البغدادی، حلیۃ الاولیاء، العبر وغیرہ تاریخ وتراجم کی کتابوں میں منقول ہیں بعض کا ذکر حافظ ابن رجبؒ نے'' لطائف المعارف فیما لمواسم العام من الوظائف'' میں اور علامہ ابن حجر ہیثمیؒ نے '' اتحاف اھل الاسلام بخصوصیۃ الصیام'' میں بھی کیا ہے سلف کا یہ معمول بسا اوقات بعض حضرات کو گراں گزرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تو قرآن مجید کو تین دن سے پہلے ختم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ بلاشبہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ وغیرہ کی روایات سے یہی بات معلوم ہوتی ہے، مگر امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ ان روایات سے عمومی معمول سے ممانعت ہے لیکن مخصوص ازمنہ جیسے رمضان اور مخصوص امکنہ جیسے مکہ مکرمہ میں فضیلت عمل کی بنا پر تین دن سے کم دنوں میں قرآن ختم کرنا بھی جائز ہے علامہ ابن رجبؒ رقم طراز ہیں : و انما ورد النھی عن قرائۃ القرآن فی اقل من ثلاث علی المداومۃ علی ذالك فأن فی الاوقات المفضلۃ کشھر رمضان و خصوصاً اللیالی التی یطلب فیہ لیلۃ القدر او فی الاماکن المفضلۃ کمکۃ لمن دخلھا من غیر اھلھا فیستحب الاکثار فیھا من تلاوۃ القرآن اغتناماً للزمان والمکان وھو قول احمد و اسحاق وغیرھما من الائمۃ (لطائف المعارف ص ۲۴۶) یہی بات علامہ ابن حجر ہیثمیؒ نے'' اتحاف اھل الاسلام ص ۳۱۱ ''میں لکھی ہے رمضان المبارک میں تو معلوم ہوتا ہے کہ کثرت عمل مطلوب ہے چنانچہ حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان میں فرشتہ اس بات کی منادی کرتا ہے کہ یا باغی الخیر اقبل اے نیکی کرنے والے اور آگے بڑھ (ابن خزیمہ، ابن حبان، ابن ماجہ) اور رمضان میں نیکیوں کا اجر بھی نسبتاً دوسرے ایام سے زیادہ حاصل ہوتا ہے یہی کیفیت مکہ مکرمہ کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مقالات ارشاد الحق اثری ج ۲ ص ۲۹۹)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ارشاد الحق اثری صاحب صوفی محمد اکبر صاحب کے حوالے سے حافظ محمد گوندلوی صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''حضرت الشیخ کی آخری بیماری میں جب پہلا رمضان المبارک آیا وہ صاحب فراش تھے روزے رکھنے سے معالجوں نے منع کر دیا تھا، رمضان کے اختتام پر یک گونہ حسرت اور یک گونہ خوشی سے فرمایا کہ اس سال روزے رکھنے کی سعادت سے تو محروم رہا، مگر اللہ سبحانہ وتعالی نے تیس بار قرآن ختم کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے گویا وہ روزانہ ایک قرآن مجید ختم کرتے تھے روزانہ قرآن مجید ختم کرنا کوئی ناممکن نہیں بلکہ علامہ نوویؒ نے لکھا ہے واما الذین ختموا القرآن فی رکعة فلایحصون لکثرتهم (التبیان ص۷۴) جو لوگ قرآن مجید ایک رکعت ختم کرتے تھے کثرت تعداد کی بنا پر ان کا شمار نہیں ہوسکتا

(مقالات ارشاد الحق اثری ج۲ ص۳۰۱)

﴿صوم الدہر (اکثر اوقات روزہ رکھنے والے) حضرات علمائے کرامؒ کے نام﴾

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ---------- (شرح مسلم للنوای ج۱ ص۳۶۵)

حضرت ابوطلحہؓ ---------- (شرح مسلم للنوای ج۱ ص۳۶۵)

حضرت عائشہ صدیقہؓ ---------- (شرح مسلم للنوای ج۱ ص۳۶۵)

امام شعبہ بن الحجاجؒ ---------- (مقدمہ تحفۃ الاحوذی لمبارک پوری غیر مقلد ص۲۲۲)

امام وکیع بن الجراحؒ ---------- تاریخ بغدادی ج۱۳ ص۴۷۰)

امام بخاریؒ ---------- (میزان الکبری ج۱ ص۵۰)

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

مولوی عبداللہ روپڑی غیر مقلد ---------- (نتائج التقلید ص۳۰)

﴿دن اور رات میں ہزاروں رکعات نماز پڑھنے والے حضرات علمائے کرامؒ کے نام﴾

امام زین العابدینؒ ---------- (تہذیب التہذیب ج۷ ص۳۰۶، تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص۷۱)

امام میمون بن مہرانؒ ---------- (تہذیب التہذیب ج۱۰ ص۳۹۲)

امام مرہ بن شراحیل الہمدانیؒ ---------- (البدایہ والنہایہ ج۸ ص۷۰)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

امام علی بن عبداللہ بن عباسؓ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۵۸)

امام عمیر بن ہانیؒ ۔(ترمذی ج ۲ ص ۱۷۷، تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۱۵۱، فیض الباری ج ۴ ص ۱۹۸)

تنبیہ: اللہ رب العزت اپنے ولیوں کے اوقات میں برکت پیدا کر دیتے ہیں جسکو ارشاد الحق اثری صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں لکھتے ہیں کہ ''اوقات میں برکت کا راز بلکہ اوقات میں برکت اور اللہ تعالی کی اعانت کا ایک سبب قرآن مجید کی تلاوت ہے۔ ہمارے اسلاف مختصر وقت میں جو کام کر گزرتے تھے آج اس کا تصور بھی نہیں اور یہ سبب ہے قرآن مجید اور اللہ سبحانہ وتعالی سے ان کے تعلق اور اخلاص کا

(مقالات ارشاد الحق اثری ج ۲ ص ۳۰۴)

اعتراض (۱۸) فضائل اعمال ص ۴۷۳ پر جو یہ لکھا ہوا ہے کہ ابتدا میں حضور اقدس ﷺ رات کو جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے آپ کو رسی سے باندھ لیا کرتے تھے اس کا ثبوت کون سی کتاب میں ہے

جواب: اس روایت کا ثبوت مندرجہ ذیل کتب میں ہے

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ درمنثور ج ۴ ص ۲۸۸ بحوالہ ابن عساکر

حضرت مجاہدؒ سے۔۔۔۔۔۔ درمنثور ج ۴ ص ۲۸۸ بحوالہ مسند عبد بن حمید، تفسیر قرطبی ج ۱۱ ص ۱۱۲

اعتراض (۱۹) فضائل اعمال میں ص ۱۲۷ پر ایک صحابیہؓ ام حکیمؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے عدت گذارے بغیر آگے نکاح کر لیا

جواب: ۔ حاشا وکلا فضائل اعمال میں کہیں بھی نہیں لکھا ہوا کہ حضرت ام حکیمؓ نے بغیر عدت گذارے آگے نکاح کر لیا تھا فضائل اعمال کی عبارت ملاحظہ فرمائیں

''حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں جب روم کی لڑائی ہوئی تو اس میں عکرمہؓ بھی شریک ہوئے اور یہ بھی ساتھ تھیں حضرت عکرمہؓ اس میں شہید ہو گئے تو خالد بن سعیدؓ نے ان سے نکاح کر لیا اور اسی سفر میں ''مرج الصفر'' ایک جگہ کا نام ہے وہاں رخصتی کا ارادہ کیا''۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(فضائل اعمال ص ۱۲۷)

معترضین کو ''اسی سفر میں'' کے لفظ سے دھوکا لگا ہے حالانکہ یہ واقعہ بڑی کتابوں میں تفصیل سے منقول ہے اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وہاں صاف لکھا ہوا ہے کہ حضرت ام حکیمؓ نے عدت گذارنے کے بعد حضرت خالد بن سعیدؓ سے نکاح کیا تھا مثلاً حافظ ابن عبد البر مالکیؒ لکھتے ہیں کہ" کانت ام حکیم بنت الحارث بن هشام تحت عکرمة بن ابی جهل فقتل عنها باجنادین فاعتدت اربعة اشهر وعشرا وکان یزید بن ابی سفیان یختبها وکان خالد بن سعید یرسل الیها یعرض لها فی خطبتها فخطبت الی خالد بن سعید فتزوجها علی اربعمائة دینار" حضرت ام حکیمؓ بنت حارث بن ہشام حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل کے نکاح میں تھیں جب عکرمہؓ اجنادین میں شہید ہو گئے تو انہوں نے چار مہینے اور دس دن عدت گزاری عدت گزرنے کے بعد یزید بن ابی سفیان اور حضرت خالد بن سعیدؓ نے انکو نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے حضرت خالد بن سعیدؓ کا پیغام نکاح قبول کیا اور چار دینار حق مہر کے عوض ان سے نکاح کر لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(الاستیعاب ج۲ ص۵۷۹)

سوال یہ ہے کہ فضائل اعمال کے اس جملہ "اسی سفر میں" سے سفر کی کتنی مدت مراد ہے

جواب:۔رومیوں کے خلاف دو لڑائیاں ہوئیں ایک مقام اجنادین میں جو کہ شام میں ہے وهو موضع معروف بالشام ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(معجم البلدان ج۱ ص۱۰۳)

صحیح قول کے مطابق حضرت عکرمہؓ اسی مقام پر شہید ہوئے اور یہ لڑائی ۱۳ھ ماہ جمادی الاولی کو ہوئی

(فتوح البلدان مترجم ص۱۷۶، الاستیعاب ج۲ ص۴۲۰، الکامل فی التاریخ لابن اثیرؒ ج۲ ص۲۸۷، تاریخ الخلفاء للسیوطیؒ ص۸۲)

رومیوں کے ساتھ دوسری لڑائی ۱۴ھ ماہ محرم میں مقام "مرج الصفر" میں ہوئی اور یہ مقام بھی دمشق میں ہے

(فتوح البلدان ج۱ ص۱۰۱)

اور اسی مقام کے قریب مقام "قنطرہ" پر حضرت خالد بن سعیدؓ شہید ہوئے

اب آپ غور فرمائیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ان دونوں لڑائیوں کے درمیان مدت تقریباً ۹ ماہ بنتی ہے اور متوفی عنہا کی عدت چار ماہ دس دن ہوتی ہے اور ۹ ماہ کے تحت ۴ ماہ دس دن بڑی آسانی کے ساتھ آ سکتے ہیں

اعتراض (۲۰) فضائل اعمال ص ۶۷ پر امام ابو حنیفہؒ کے نام کے ساتھ امام اعظم لکھا ہوا ہے حالانکہ ہمارے حضرت محمد ﷺ ہیں امام اعظم

جواب:۔آپ کے اس اعتراض سے کل کو کوئی یوں کہنے لگ جائے گا کہ ہمارے صدیق اکبر حضرت محمد ﷺ ہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نا کہ حضرت ابوبکرؓ، اور کل کو کوئی یوں کہنے لگ جائے گا کہ ہمارے تو فاروق اعظم حضرت محمد ﷺ ہیں نا کہ حضرت عمرؓ درست بات یوں ہے کہ حضرت محمد ﷺ ہمارے امام اعظم ہیں نبیوں میں، حضرت ابوبکر ہمارے صدیق اکبر ہیں صحابہ کرامؓ میں اور حضرت عمرؓ ہمارے فاروق اعظم ہیں صحابہ کرامؓ میں بالکل اسی طرح امام ابوحنیفہؒ ہمارے امام اعظم ہیں ائمہ اربعہؒ میں

﴿مندرجہ ذیل کتب میں بھی امام ابوحنیفہؒ کے نام کے ساتھ امام اعظم کا لقب موجود ہے﴾

تتذکرۃ الحفاظ ج ۱ص۱۲۶، تاریخ بغداد ج ۱۳ص۳۴۸، اعیان العصر واعوان النصر ج ۱ص۱۰۲، منازل الائمۃ الاربعۃ ج۱ص۱۶۷، اخبار العلماء باخیار الحکماء ج۱ص۲۲۱، الجواہر المضیئۃ ج۱ص۲۶، مغانی الاخیار فی شرح اسامی رجال معانم ج ۳ص۲۹۱، الشقائق النعمانیہ فی علماء الدولہ ج ۱ص۲۱، مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۲۴۶، النور السافر عن اخبار القرن العاشر ج ۱ص۳۹۵ طبقات المفسرین لادنوی ج ۱ص۱۸، خلاصۃ العصر فی اعیان القرن الحادی عشر ج۱ص۱۷۴، حلیۃ البشر فی تاریخ القرن الثالث ج۱ص۴۸، فہرس الفہارس ج۱ص۴۷۳، الاعلام للزرکلی ج۱ص۱۳۸، معجم المؤلفین ج۱۲ص۱۴۹، حیات الشیخ محمد بن عبدالوہاب وآثارہ ص ۱۲۳، الانساب للسمعانی ج ۸ص۲۱ منادمۃ الاطلال ومسامرۃ الخیال ج۱ص۱۷۲، خطط الشام ج۶ص۶۸، غرائب الاغتراب ج۱ص۱۳۴، شرح الاثیوبی ج ۱ص۳۴۸، توثیق السنہ ج ۱ص۳۹۷، الضوء الامع المبین ج۱ص۲۳۹، الوسیط فی علوم ومصطلح الحدیث ج ۱ص۱۴۴، دفاع عن السنہ ج ۱ص۱۲۱، مرشد الزوار الی قبور الابرار ج ۱ص۴۸۲، مدرسۃ الحدیث فی مصر ج ۱ص۹۱، شرح الفیہ العراقی ج ۲۰ص۲۴، نزھۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر ج۶ص۲۰۱، تاج التراجم لابن قطلوبغا ج ۱ص۱۳۴، المنہل الصافی والمستوفی بعد الوافی ج ۱ص۸۷، مورد اللطافۃ فی من ولی السلطنۃ والخلافۃ ج ۲ص۱۶۲ کنوز الذہب فی تاریخ حلب ج ۲ص۹۸، مشاہیر علماء نجد وغیرہم ج ۱ص۱۶۲ شرح منظومہ التفسیر عناصر الدرسی ج ۷ص۱۶، اعجاز القرآن فی ویعلم

مافی الارحام ج۱ص۲۵، شرح مسند ابی حنیفه ج ۱ص۵، کشف الاسرار شرح اصول بزدوی ج۱ص۱۰، شرح مقدمه سنن ابن ماجه ص۲۱، الاشباه والنظائر ج۱ص۸۵، غمز عیون البسائر فی شرة الاشباه ج۱ص۲۱۸، قواعد الفقه ج۱ص ۵۷۵، شرح صحیح مسلم حسن ابو الاشبال ج۷ص۱۱، دراسات اصولیه ج۱ص۸۶، الفکر السامی فی تاریخ الفقه الاسلامی ج۱ص۴۱۰، تاریخ التشریع الاسلامی ج۱ص۳۴۰، احکام القرآن للکیا الهراسی ج۱ص۶، نواسخ القرآن ج۱ص۱۳۹، روح المعانی ج۲ص۴۱۵، المعجزة الکبری القرآن ج۱ص۴۱۵ المدخل لدراسة القرآن الکریم ج۱ص۴۵۹، منهاج المفسرین ج۱ص۲۸۷ المدخل الی دراسة المذاهب الفقهیة ج۱ص۷۳، العقیدة واثرها فی بناء الجیل ج۱ص۱۲۶، روح البیان ج۳ص۴۱۰، موسوعة الفرق المنیبة للاسلام ج۷ص۱۷۶ حاشیة الشهاب عی تفسیر البیضاوی ج۸ص۲۷۷، التعلیق الممجد ج۱ص۱۳۰ مقدمه احکام القرآن للشافعیؒ ج۱ص۶ (مأخوذ عن مکتبة الشا)

﴿مندرجہ ذیل غیر مقلدین نے بھی امام ابوحنیفہؒ کے نام کے ساتھ امام اعظم کا لقب لگایا ہے﴾

میاں نذیر حسین دہلوی صاحب ---------- (معیار الحق ص ۲۹)

ابراہیم میر سیالکوٹ صاحب ---------- (تاریخ اہلحدیث ص۷۹)

محمد یوسف جے پوری صاحب ---------- (حقیقۃ الفقہ ص۵۱، ۱۱۱)

اعتراض (۲۱) فضائل صدقات ج۲ص۶۶۰ پر ایسے واقعات لکھے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مردے دوبارہ زندہ ہوئے

جواب: ۔ ان واقعات کا تعلق "کرامت بعد الموت" کے ساتھ ہے ان واقعات کا رونما ہونا کوئی قانون الٰہی نہیں بلکہ قدرت کا اظہار ہے موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا تو قرآن کریم سے بھی ثابت ہے مثلاً بنی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اسرائیل کے مقتول کا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر اپنے قاتل کا پتا بتانا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چار پرندوں کا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا، حضرت عزیر علیہ السلام کے گدھے کا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا

مزید براں مرنے کے بعد مندرجہ ذیل حضرات نے کلام کیا ہے مثلاً

اشموئل کا حضرت طالوت کے لئے دوبارہ زندہ ہوکر کلام کرنا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تفسیر خازن ج ا ص ۱۸۵)

حضرت زید بن خارجہؓ کا مرنے کے بعد کلام کرنا۔ (طبرانی کبیر ج ۵ ص ۲۱۹، الاستیعاب لابن عبد البرؒ ج ا ص ۱۳۲۷، لاصابۃ لابن حجر عسقلانیؒ ج ۲ ص ۱۹۰، التاریخ الکبیر للبخاریؒ ج ا ص ۳۳۶ المعجم الاوسط ج ۷ ص ۳۴۶، البدایۃ والنہایۃ ج ۶ ص ۱۷۳، معرفۃ الصحابۃ لابی نعیمؒ ج ۳ ص ۱۱۷۸ تاریخ دمشق لابن عساکرل ج ۳۰ ص ۴۰۵، اسد الغابۃ ج ۲ ص ۱۰۸، الکاشف ج ا ص ۴۱۶ تاریخ الاسلام ج ۲ ص ۱۸۷، مختصر تاریخ دمشق ج ۲۸ ص ۲۴۷، شرح الشفاء ج ا ص ۶۵۲ الاشتقاق ج ا ص ۴۵۳، الطبقات الکبری ج ۳ ص ۳۹۷، الاخبار الموفقیات ج ا ص ۱۸۷ الوض الانف ج ۷ ص ۵۷۲، معجزات النبی ﷺ ج ا ص ۱۸۷، وسیلۃ الاسلام بالنبی ﷺ ج ا ص ۱۳۵ امتاع الاسماع ج ۶ ص ۲۰۸، مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفا ج ا ص ۱۳۵، مغانی الاخیار فی شرح اسامی رجال معانم ج ۳ ص ۴۹۷، المعرفۃ والتاریخ ج ۳ ص ۳۸۳، اتحاف الزائر واطراف المقیم للسائر ج ا ص ۱۲۸، السیرۃ الھلبیۃ ج ۲ ص ۳۴۰، نسب معد والیمن الکبیر ج ا ص ۴۰۵ جمرۃ انساب العرب لابن حزم ج ا ص ۳۶۴، الجوھرۃ فی نسب النبی واصحابہ العشرۃ ج ۲ ص ۱۲۰ وفاء الوفاء ج ۳ ص ۱۲۲، الاعلام بما فی دین النصاری من الفساد والاوھام ج ا ص ۳۹۴)

حضرت ربعی بن خراشؒ نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر کلام کیا اور ہنسے۔۔۔(شرح مسلم للنواوی ج ا ص ۷)

حافظ ابن ابی الدنیاؒ نے مستقل اس عنوان "من عاش بعد الموت" پر کتاب لکھی ہے اسی طرح حافظ ابن رجب حنبلیؒ نے بھی "احوال القبور" میں ایسے واقعات نقل کئے ہیں اور علامہ احمد السجاعی الشافعیؒ کی کتاب "اثبات الکرامات بعد الممات" اور علامہ حمویؒ کی کتاب "نفحات القرب والاتصال فی اثبات الکرامات بعد الانتقال" بھی مستقل اس عنوان پر موجود ہیں ضرور مطالعہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فرمائیں۔تبلیغی جماعت کے بانی حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ نے اپنی کتاب ''حیاۃ الصحابۃ'' میں مستقل ابواب باندھ کر ''کرامت بعد الموت '' کو ثابت کیا ہے ابواب ملاحظہ فرمائیں کلامھم بعد الموت صحابہ کرامؓ کا مرنے کے بعد باتیں کرنا، احیاء الموتی صحابہ کرامؓ کے مردوں کا زندہ ہونا، آثار الحیاۃ فی شھدائھم صحابہ کرامؓ کے شہداء میں زندگی کے آثار، فوح المسك من قبورھم صحابہ کرامؓ کی قبروں سے مشک کی خوشبو کا آنا، رفع قتلاھم الی السماء مقتول صحابہؓ کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا، حفظ موتاھم مرنے کے بعد صحابہ کرامؓ کے جسم کی حفاظت

(حیاۃ الصحابۃ عربی ج ۳ ص ۸۴۳ تا ۸۵۶، اردو ج ۳ ص ۶۴۳ تا ۶۵۳)

تنبیہ:۔ حیاۃ الصحابۃ کا اردو میں ترجمہ معروف تبلیغی بزرگ حضرت مولانا احسان الحق صاحب مقیم رائے ونڈ تبلیغی مرکز نے کیا ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء

اعتراض (۲۲) فضائل صدقات ج ۲ ص ۶۴۳ پر لکھا ہے کہ موت کے وقت روح جسم سے کہتی ہے کہ ''تجھے آج کا دن مبارک ہو تو نے خود بھی عذاب سے نجات پائی او مجھے بھی نجات دی'' حالانکہ عذاب قبر صرف روح کو ہوتا ہے نہ کہ جسم کو

جواب:۔ عذاب قبر صرف روح کو ہوتا ہے یہ مسلک اہلسنت والجماعت کا نہیں اہلسنت والجماعت کا مسلک تو یہ ہے کہ عذاب قبر روح وجسم دونوں کو ہوتا ہے اور اس پر اہلسنت والجماعت کا اجماع (اتفاق) ہے مندرجہ ذیل علمائے کرام نے اس اجماع کو نقل کیا ہے ملاحظہ فرمائیں

☆ حضرت مُلا علی القاری الحنفیؒ المتوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں واعلم ان اھل الحق اتفقوا علی ان اللہ تعالیٰ یخلق فی المیّت نوع حیٰوۃ فی القبر قدر ما یتألّم و یتلذّذ۔ اور تو جان لے اہل حق اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ قبر میں میت کے اندر ایک گونہ زندگی پیدا کر دیتا ہے جس سے وہ تکلیف اور لذت محسوس کرتا ہے

----------(شرح فقہ اکبر ص ۱۲۱)----------

☆ علم عقائد کے مسلّم امام صدر الدین علی بن محمد الازدی الحنفیؒ المتوفی ۷۴۷ھ لکھتے ہیں وکذلك عذاب القبر یکون للنفس والبدن جمیعاً باتفاق اھل السُنۃ و الجماعۃ عذاب قبر روح وجسم دونوں کو ہوتا ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اھل سُنت والجماعت کا اس میں اتفاق ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (شرح عقیدہ الطحاویہ ص ۳۳۰)

☆ حافظ ابن تیمیہ حنبلیؒ التوفی ۷۲۸ھ لکھتے ہیں بل العذاب والنعیم علی النفس والبدن جمیعاً باتفاق اھل السُنة والجماعة راحت وعذاب روح وجسم دونوں کو ہوتا ہے اس پر اھل سُنت والجماعت کا اتفاق ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۴ ص ۲۸۲)

☆ حافظ ابن القیم حنبلیؒ ۷۵۱ھ لکھتے ہیں بل العذاب والنعیم علی النفس والبدن جمیعاً باتفاق اھل السُنة والجماعة راحت وعذاب روح وجسم دونوں کو ہوتا ہے اس پر اھل سُنت والجماعت کا اتفاق ہے

۔۔۔۔۔۔۔ (کتاب الروح ص ۶۴) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆ قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفیؒ لکھتے ہیں انعقد الاجماع علی ان عذاب القبر علی الروح والجسد یعنی اس پر اجماع اُمت ہے کہ عذاب قبر روح اور جسم دونوں پر وارد ہوتا ہے (تفسیر مظہری ج ۹ ص ۷۷)

☆ علامہ تاج الدین سبکی شافعیؒ لکھتے ہیں وقد اجمع اھل السُنة علی اثبات حیٰوۃ القبور اھل سُنت کا اجماع ہے کہ قبروں میں میت کو حیات ملتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (شفاء السقام ص ۱۵۱)

☆ امام الحرمین عبدالملکؒ التوفی ۴۷۸ھ فرماتے ہیں وقد اتفق سلف الامة علی اثبات عذاب القبر و احیاء الموتی فی قبورھم ورد الارواح فی اجسادھم تحقیق سلف اُمت اس پر متفق ہے کہ عذاب قبر ثابت ہے اور مُردوں کو قبروں میں زندہ کیا جاتا ہے اور ارواح اجساد میں لوٹائی جاتی ہیں۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (بحوالہ شفاء السقام ص ۱۵۱) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆ علامہ جلال الدین السیوطی الشافعیؒ التوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں: ومحلہ الروح والبدن جمیعاً باتفاق اھل السنة وکذا القول فی النعیم یعنی عذاب کا محل روح اور جسم دونوں ہیں اھل سنت کا اس میں اتفاق ہے اسی طرح راحت کا محل بھی روح وجسم دونوں ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (شرح الصدور ص ۷۲)

☆ فقیہ ابوبکر ابن العربیؒ فرماتے ہیں ان احیاء المکلفین فی القبر و سؤالھم جمیعاً لا خلاف فیہ بین اھل السنة ۔ جملہ مکلفین کے قبروں میں زندہ کرنے اور ان سے سوال کرنے میں اہل سُنت کا کوئی اختلاف نہیں ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (الامد الاقصیٰ فی تفسیر اسماء الحسنیٰ بحوالہ شفاء السقام ص ۱۵۱)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

☆ امام محی الدین یحییٰ بن حسن النووی الشافعیؒ المتوفی ۶۷۶ھ فرماتے ہیں: ثم المعذّب عند اهل السُنة الجسد بعینه او بعضه بعد اعادة الروح الیه او الی جزأ منهم اہلسنت کے نزدیک بعینہ جسدِ عنصری یا اسکی جزء کو سزا دی جاتی ہے روح کے اعادہ کے بعد ---------- (شرح مسلم ج ۲ ص ۳۸۶)

قبر (برزخ) میں راحت وعذاب روح وجسم دونوں کو ہوتا ہے اس کا ثبوت قرآن مجید اور احادیث مُبارکہ سے

﴿حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں﴾

مرنے اور دفن ہونے کے بعد قبر میں انسان کا دوبارہ زندہ ہوکر فرشتوں کے سوالات کے جواب دینا پھر اس امتحان میں کامیابی اور ناکامی پر ثواب یا عذاب کا ہونا قرآن مجید کی تقریباً دس آیات میں اشارۃً اور رسول کریم ﷺ کی ستر احادیث متواترہ میں بڑی صراحت ووضاحت کے ساتھ مذکور ہے۔ جس میں مسلمان کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ الخ ---------- (معارف القرآن ج ۵ ص ۲۳۶)

"احکام القرآن" میں حضرت مفتی صاحبؒ نے وہ دس آیتیں بھی لکھی ہیں جن سے قبر کی زندگی ثابت ہوتی ہے اور دس آیات لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔ فتلك عشرة كاملة من الآيات اكتفيت على ذكرها وان ذكرها العلماء سواها من الآيات ايضاً يستدل بها على عذاب القبر ومن رضى بالله ربّاً وبالاسلام ديناً كفاه هذه العشرة والاّ فالقرآن كله لايجزى نفعاً لمن ختم على قلبه والعياذ بالله

''قرآن مجید کی دس کامل آیات ہیں جن پر میں اکتفا کرتا ہوں اگر چہ علماء نے انکے علاوہ چند دیگر آیات بھی ذکر کی ہیں جن سے انہوں نے عذابِ قبر پر استدلال کیا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ربّ ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہے اسکو یہ دس آیات کافی ہیں ورنہ العیاذ باللہ جسکے دل پر مہر لگ چکی ہو تو اسکو پورا قرآن بھی نفع نہ دے گا'' ---------- (احکام القرآن ج ۴ ص ۸۴)

جملہ آیات میں سے صرف ہم دو آیات پر اکتفا کرتے ہیں

پہلی آیت: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ

اللہ ایمان والوں کو دُنیا اور آخرت کی زندگی میں سچی بات پر ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔۔۔۔۔(ترجمہ از مولانا احمد علی لاہوری صاحبؒ پارہ ۱۳، سورۃ ابراہیم، آیت ۲۷)

عن البرآء بن عازب ان رسول اللہ ﷺ قال المسلم اذا سئل فی القبر یشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ فذلک قولہ یثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ "مسلمان سے جب قبر میں سوال کیا جائے گا وہ گواہی دے گا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں یہ ہی اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مفہوم ہے"۔

(بخاری ج ۲ص ۶۸۲، مسلم ج ۲ص ۳۸۶، ترمذی ج ۲ص ۱۴۰، نسائی ج ۱ص ۲۲۴۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۴)

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا نزلت فی عذاب القبر کہ یہ آیت عذابِ قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مسلم ج ۲ص ۳۸۶)

یعنی مؤمن فرمانبردار کو اللہ تعالیٰ قبر میں ثابت قدمی عطا فرمائیں گے اور اس کو عذاب قبر سے بھی محفوظ رکھیں گے

ف:۔ تمام مفسرین اور محدثین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت عذابِ قبر یعنی قبر کی زندگی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور فی الاٰخرۃ سے مُراد عالمِ قبر ہے۔ واضح رہے کہ نکیرین کے سوالوں کے جواب میں ثابت قدم رہنے والے مؤمنین سے مُراد روح اور جسدِ عنصری کا مجموعہ ہے اور پھسل جانے والے ظالمین سے مُراد بھی روح اور جسدِ عنصری کا مجموعہ ہے۔

﴿مندرجہ ذیل تفسیروں میں اس آیت سے عذاب قبر پر استدلال کیا ہے﴾

تفسیر کبیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ج ۱۹ص ۱۲۲)	تفسیر طبری۔۔۔۔۔۔۔۔(ج ۷ص ۴۴۷)
تفسیر بغوی۔۔۔۔۔۔۔۔(ج ۳ص ۲۷)	تفسیر قرطبی۔۔۔۔۔۔۔(ج ۹ص ۳۶۳)
تفسیر البحر المحیط۔۔۔۔۔(ج ۵ص ۴۶۳)	تفسیر ابی السعود۔۔۔۔۔(ج ۵ص ۴۴)
تفسیر مظہری۔۔۔۔۔۔۔(ج ۵ص ۲۶۸)	تفسیر خازن۔۔۔۔۔۔۔(ج ۳ص ۷۷)
تفسیر کشاف۔۔۔۔۔۔۔(ج ۲ص ۳۰۲)	تفسیر روح المعانی۔۔۔۔۔(ج ۷ص ۲۰۵)
تفسیر مدارک للنسفی۔۔۔۔(ج ۲ص ۱۷۲)	تفسیر معارف القرآن۔۔۔(ج ۵ص ۲۴۸)

تفسیر انوار البیان۔۔۔۔۔۔(ج ۵ص ۱۵۱)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اسی آیت کے تحت امام فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں کہ انما فسر الآخرۃ بالقبر آخرت کی تفسیر قبر کے ساتھ کر دی گئی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تفسیر کبیر سورہ ابراہیم علیہ السلام آیت نمبر ۲۷)

دوسری آیت:۔ من اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا ونحشره یوم القیامة اعمی جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کرے گا تو اس کے لئے تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے دن ہم اسکو اندھا کر کے (قبر) سے اٹھائیں گے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(سورۃ طٰہٰ آیت ۱۲۴ پارہ ۱۶ ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

اس آیت کی تفسیر نبی پاک ﷺ سے حضرت ابو ہریرۃؓ نبی پاک ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ" المؤمن فی قبره فی روضة خضراء یرحب له قبره سبعین ذراعاً ویضیء حتی یکون کالقمر لیلة البدر ۔۔۔

هل تدرون فیما انزلت "فان له معیشة ضنکا" قالوا الله ورسوله اعلم قال عذاب الکافر فی قبره یسلط علیه تسعة وتسعون تنیناً ۔۔ هل تدرون ما التنین؟ تسعة وتسعون حیة لکل حیة سبعة رؤس یخدشونه ویلسعونه وینفخون فی جسمه الی یوم یبعثون" مومن اپنی قبر میں سرسبز باغ میں ہوتا ہے اسکی قبر کو اس کے لئے ستر گز کشادہ کر دیا جاتا ہے اور روشن کر دیا جاتا ہے یہانتک کہ وہ ہو جاتی ہے چودھویں رات کے چاند کی طرح کیا تم جانتے ہو کہ یہ آیت "فان له معیشة ضنکا" کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے صحابہ کرامؓ نے جواب میں عرض کیا اللہ اور اسکے رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا کافر کو اسکی قبر میں عذاب (کے بارے میں نازل ہوئی ہے) اس پر ننانویں تنین مسلط کر دئے جائیں گے کیا تم جانتے ہو تنین کیا ہے؟ ننانویں سانپ ہر سانپ کے سات سر ہوں گے وہ اس کو نوچیں گے اور اسکو ڈنگ سے ڈسیں گے اور اسکے جسم میں پھونکیں ماریں گے قیامت کے دن اٹھائے جانے تک

اخرجه ابن ابی الدنیا فی ذکر الموت والحکیم الترمذی وابو یعلی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن حبان وابن مردویه کذا فی الدر المنثور للسیوطیؒ ج ۴ ص ۵۸۰ اخرجه ابن ابی شیبة و البزار وابن ابی حاتم عن ابی هریرةؓ مرفوعاً مختصرا کذا فی الدر المنثور للسیوطیؒ ج ۴ ص ۵۷۹

حضرت ابو سعید خدریؓ سے بھی نبی پاک ﷺ کا فرمان منقول ہے کہ "معیشة ضنکا قال عذاب القبر"

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یعنی یہ آیت "معیشۃ ضنکا" عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔۔۔۔(اخرجہ عبدالرزاق وسعید ابن منصور ومسدد فی مسندہ وعبدبن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والحاکم وصححہ والبیہقی فی کتاب عذاب القبر کذا فی الدر المنثور للسیوطیؒ ج ۴ ص ۵۷۹)

﴿ان دونوں مذکورہ آیات سے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کا عذاب قبر وراحت قبر پر استدلال﴾

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اذا حدثتکم بحدیث أنبأتکم بتصدیق ذالك من کتاب اللہ ان المؤمن اذا وضع فی قبرہ اجلس فیہ فیقال لہ من ربك ؟ ومادینك ؟ ومن نبیك ؟ فیثبتہ اللہ فیقول ربی اللہ ودینی الاسلام ونبی محمد ﷺ فیوسع لہ فی قبرہ ویروح لہ فیہ ثم قرا عبداللہؓ ﴿ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ﴾ فاذا مات الکافر وأجلس فی قبرہ فیقال لہ من ربك ؟ ومادینك ؟ ومن نبیك ؟ فیقول لا ادری فیقال فیضیق علیہ قبرہ ویعذب فیہ ثم قرأ ﴿ من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ﴾ جب میں تمہیں کوئی بات بیان کروں تو میں تمہیں اس کی تصدیق کتاب اللہ سے بتلاؤں گا مومن کو جب اسکی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کو اس میں بٹھایا جاتا ہے پس اسکو کہا جاتا ہے تیرا رب کون؟ اور تیرا دین کیا؟ اور تیرا نبی کون؟ پس اللہ تعالی اس کو ثابت قدم رکھتے ہیں پس وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں پس اس کے لیئے اسکی قبر کو کشادہ اور آرام دہ کر دیا جاتا ہے پھر حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے (اپنی تائید میں) یہ آیت پڑھی ﴿ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ﴾ پس جب کافر مرتا ہے اسکو اسکی قبر میں بٹھایا جاتا ہے پس اسکو کہا جاتا ہے تیرا رب کون؟ اور تیرا دین کیا؟ اور تیرا نبی کون؟ پس وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا پس اسکی قبر کو اس پر تنگ کر دیا جاتا ہے اور اسکو اس میں عذاب دیا جاتا ہے پھر حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے (اپنی تائید میں) یہ آیت پڑھی ﴿ من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ﴾

(اخرجہ بن ابی حاتم والطبرانی والبیہقی فی کتاب عذاب القبر کذا فی الدر المنثور للسیوطیؒ ج ۴ ص ۵۸۰)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿مندرجہ ذیل تفسیروں میں اس آیت سے عذاب قبر پر استدلال کیا گیا ہے﴾

تفسیر ابن جریر طبریؒ ۔۔۔۔۔ (ج ۱۶ ص ۲۴۹) تفسیر کبیر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (ج ۲۲ ص ۱۳۰)

تفسیر ابن کثیرؒ ۔۔۔۔۔۔۔ (ج ۳ ص ۲۲۶) تفسیر بغویؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (ج ص ۲۳۵)

تفسیر بیضاویؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔ (ج ۲ ص ۶۱) تفسیر کشاف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (ج ۳ ص ۹۵)

تفسیر خازنؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (ج ۳ ص ۲۱۷) تفسیر درمنثور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (ج ۴ ص ۵۷۹)

تفسیر مظہریؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (ج ۶ ص ۱۰۱) تفسیر السمرقندیؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (ج ۲ ص ۴۱۶)

تفسیر الثعالبیؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (ج ۴ ص ۷۱) تفسیر السراج المنیر ۔۔۔۔۔۔۔ (ج ۲ ص ۴۹۰)

تفسیر الوجیز للواحدیؒ ۔۔۔۔۔ (ج ۱ ص ۷۰۷) تفسیر الوسیط لطنطاویؒ ۔۔۔۔۔۔ (ج ۹ ص ۱۶۴)

(تفسیر قرطبی، تفسیر زاد المسیر، تفسیر ماتریدیؒ، تفسیر القرآن لابن ابی زمنینؒ)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے بھی منقول ہے کہ یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے (تفسیر کبیر ج ۲۲ ص ۱۳۰)

اعتراض (۱۲۳) فضائل اعمال میں کچھ ایسے واقعات نقل کئے گئے ہیں جن سے ایک ہی وضوء سے کئی نمازیں پڑھنا ثابت ہوتا ہے؟

جواب: ۔ایک وضوء سے کئی نمازیں پڑھنا بالاجماع ثابت ہے امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ ھذا جائز بالاجماع ایک وضوء سے کئی نمازیں پڑھنا بالاجماع جائز ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (مسلم مع شرح ج ۱ ص ۱۳۵)

امام نوویؒ نے ان لوگوں کا رد کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہر نماز کے لئے نیا وضوء ضروری ہے لکھتے ہیں کہ ما اظن ھذا المذھب یصح عن احد میرا خیال نہیں کہ یہ مذھب کسی سے صحیح ہو ۔۔۔۔۔ (مسلم مع شرح ج ۱ ص ۱۳۵)

ایک وضوء سے کئی نمازیں پڑھنا تو خود نبی پاک ﷺ سے بھی ثابت ہے مشہور غیر مقلد عالم محمد صادق سیالکوٹی صاحب ''مسلم شریف'' کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ وعن بریدۃ ان النبی ﷺ صلی الصلوات یوم الفتح بوضوء واحد ومسح علی خفیہ فقال لہ عمر لقد صنعت الیوم شیئاً لم تکن تصنعہ فقال عمدا صنعت یا عمر حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے کئی نمازیں ایک وضوء سے پڑھیں اور موزوں پر مسح (بھی) کیا حضرت عمرؓ نے کہا (حضور ﷺ) آج کے دن آپ ﷺ نے وہ چیز کی

جسے آپ ﷺ نہ کرتے تھے (پہلے) فرمایا آپ ﷺ اے عمر میں نے قصداً کیا (تا کہ لوگوں کو ایک وضوء سے کئی نمازیں پڑھنے کا جواز معلوم ہو جائے)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(صلوٰۃ الرسول ﷺ ص ۹۶)

حضرت سوید بن نعمانؓ فرماتے ہیں کہ فتح خیبر کے سال ہم نبی پاک ﷺ کے ساتھ نکلے "صہبا" مقام پر نبی پاک ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز پڑہائی اور کھانے میں ستو نوش فرمائے اور آپ نے دوبارہ ولم یتوضأ وضوء نہ فرمایا اور ہمیں مغرب کی نماز پڑہائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ملخصا از بخاری ج ا ص ۳۴)

حضرت عمرو بن عامرؒ نے حضرت انسؓ سے پوچھا کیف تصنعون قال یجزیء احدنا الوضوء مالم یحدث کہ آپ لوگوں کا (وضوء کے بارے میں) کیا معمول ہے تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ ہم کو تو ایک ہی وضوء کافی ہوتا ہے جب تک کہ حدث نہ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(بخاری ج ا ص ۳۴)

مشہور غیر مقلد عالم نواب وحید الزماں صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں کہ "آپ ﷺ نے ایک ہی وضوء سے دو نمازیں پڑہیں"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تیسیر الباری شرح صحیح بخاری ج ا ص ۱۶۰)

مندرجہ ذیل حضرات ایک وضوء سے کئی نمازیں پڑھا کرتے تھے

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۳۴)

حضرت سعدؓ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۳۳)

حضرت عطاءؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۳۳)

حضرت طاؤسؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۳۳)

حضرت مجاہدؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۳۳)

حضرت شعبیؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۳۴)

حضرت ابراہیمؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۳۴)

حضرت حسن بصریؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۳۴)

حضرت سعید بن المسیبؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۳۴)

حضرت ابن سیرینؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۳۴)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت ابو عبدالرحمٰنؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۳۴)

حضرت ابن بریدہؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۳۴)

حضرت علقمہؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۳۴)

حضرت ابن الاسودؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۳۴)

اعتراض (۲۴) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی آنکھ میں پانی اتر آیا احتیاط کے پیش نظر اطباء نے کہا کہ چند دن کسی اونچی لکڑی یا دوسری چیز پر سجدہ کرنا ہوگا انہوں نے فرمایا ہرگز نہیں (فضائل اعمال ص ۶۸) اس واقعہ کا ثبوت کس کتاب سے ہے؟

جواب:۔ اس واقعہ کا ثبوت مندرجہ ذیل کتب میں ہے ملاحظہ فرمائیں

مصنف ابن ابی شیبہؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ج ۲ ص ۴۵)

سنن الکبریٰ للبیہقیؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ج ۲ ص ۳۰۹)

اعتراض (۲۵) فضائل اعمال ص ۲۶۱ پر لکھا ہوا ہے کہ فاتحہ کا لکھ کر لٹکانا بھی نافع ہے یعنی تعویذ لٹکانا جائز ہے

جواب:۔ دم اور تعویذ کے قائل صرف حضرت مولانا زکریاؒ ہی نہیں بلکہ مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور علمائے کرامؒ بھی قائل ہیں ملاحظہ فرمائیں

حضرت علیؓ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۷۵۰)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۳۹، ابوداؤد ج ۲ ص ۵۴۳، ترمذی ج ۲ ص ۱۹۲، مستدرک حاکم ج ا ص ۵۴۸، مسند احمد ج ۲ ص ۱۸۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۲۷، طبرانی، کنز العمال)

سیّدہ عائشہ صدیقہؓ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۲۷)

حضرت مجاہدؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۲۷)

سعید بن جبیرؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۲۷)

حضرت عطاءؒ مفتی مکہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۲۷)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سعید بن المسیبؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۲۷)

امام باقرؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۲۷)

حضرت عبید اللہؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۲۷)

امام ضحاکؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۲۷)

ابو جعفرؒ ۔۔۔۔۔۔(التمائم فی میزان الاسلام ص ۹۵، ناشر الدعوۃ والارشاد، المملکۃ العربیۃ السعودیہ)

امام مالکؒ ۔۔۔۔۔(التمائم فی میزان الاسلام ص ۹۵، ناشر الدعوۃ والارشاد، المملکۃ العربیۃ السعودیہ)

امام احمد بن حنبلؒ (فی روایۃ) (التمائم فی میزان الاسلام ص ۹۵، ناشر الدعوۃ والارشاد، المملکۃ العربیۃ السعودیہ)

حافظ ابن عبد البر مالکیؒ (التمائم فی میزان الاسلام ص ۹۵، ناشر الدعوۃ والارشاد، المملکۃ العربیۃ السعودیہ)

امام بیہقیؒ ۔۔۔۔۔۔(التمائم فی میزان الاسلام ص ۹۵، ناشر الدعوۃ والارشاد، المملکۃ العربیۃ السعودیہ)

امام قرطبیؒ ۔۔۔۔۔۔(التمائم فی میزان الاسلام ص ۹۵، ناشر الدعوۃ والارشاد، المملکۃ العربیۃ السعودیہ)

حافظ ابن تیمیہؒ ۔۔۔۔۔(التمائم فی میزان الاسلام ص ۹۵، ناشر الدعوۃ والارشاد، المملکۃ العربیۃ السعودیہ)

حافظ ابن القیمؒ ۔۔۔۔۔(التمائم فی میزان الاسلام ص ۹۵، ناشر الدعوۃ والارشاد، المملکۃ العربیۃ السعودیہ)

حافظ ابن حجر عسقلانی ۔۔(التمائم فی میزان الاسلام ص ۹۵، ناشر الدعوۃ والارشاد، المملکۃ العربیۃ السعودیہ)

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۳۳)

مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کفایت المفتی ج ۹ ص ۷۶)

اعتراض (۲۶) فضائل اعمال ص ۳۲۸ پر لکھا ہوا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ "میں نے حق تعالیٰ شانہ کی بہترین صورت میں زیارت کی" حالانکہ قرآن میں ہے کہ لا تدرکہ الابصار

جواب: یہ اعتراض نبی پاک ﷺ کی حدیث پر ہے حضرت عبد الرحمٰن بن عائشؓ روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا رأیت ربی عزوجل فی احسن صورۃ میں نے حق تعالیٰ شانہ کی بہترین صورت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں زیارت کی''۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(رواہ الترمذی کذافی المشکوۃ ج ا ص ۶۹)

اسی طرح کی ایک اور روایت صاحب مشکوۃؒ نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے مسند احمد اور ترمذی کے حوالے سے بھی نقل کی ہے (مشکوۃ شریف ۷۲) صاحب مشکوۃؒ نے اس روایت کا حسن صحیح ہونا امام ترمذیؒ سے نقل کیا ہے اور صحیح ہونا امام بخاریؒ سے نقل کیا ہے (مشکوۃ شریف ۷۲) اب سوال یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا دیدار حالت بیداری میں کیا تھا یا خواب میں یہ مسئلہ اجتہادی فروعی، علمی اور اختلافی ہے دونوں طرف صحابہؓ ہیں ایک طرف حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں جو اس بات کی قائلہ ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا دیدار حالت خواب میں کیا ہے اور دوسری طرف حضرت عبداللہ ابن عباسؓ ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے حالت بیداری میں اللہ تعالیٰ کا دو دفعہ دیدار کیا ہے دونوں طرف دلائل ہیں اگر ان مذکورہ روایات میں حالت خواب میں دیکھنا مراد لیا جائے جیسا کہ سیدۃ عائشہ صدیقہؓ کا مسلک ہے تو اس کو تو غیر مقلدین کے مندرجہ ذیل علماء بھی تسلیم کرتے ہیں

مولوی ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں کہ ''اللہ سبحنہ تعالیٰ کو یہ دیکھنا خواب میں تھا بیداری میں نہیں اور خواب میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی یہ روایت متعدد صحابہ کرامؓ سے مروی ہے جنہیں علامہ سیوطیؒ نے نقل کیا ہے اور بالآخر لکھا ہے کہ اس حدیث کو خواب پر محمول کیا جائے گا تو کوئی اشکال نہیں (الآلی ج ا ص ۳۱) علامہ ذہبیؒ نے بھی اس کو خواب پر ہی محمول کیا ہے''۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(امام بخاریؒ پر اعتراضات کا جائزہ ص ۸۰)

مولوی صادق سیالکوٹی صاحب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(صلوۃ الرسول ﷺ ص ۱۲۰)

سیدۃ عائشہ صدیقہؓ کے مسلک کی تائید مندرج ذیل شواہد سے بھی ہوتی ہے مثلاً حضرت معاذ بن جبلؓ کی نقل کردہ روایت میں یہ جملہ ''فنعست'' بھی ہے جو اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ نبی پاک ﷺ کو دیدار الٰہی حالت خواب میں ہوا ہے مزید براں تفسیر در منثور ج ۵ ص ۳۲۰ پر طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ کے طریق سے جو مرفوع حدیث منقول ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں فعلمت فی منامی ذالك یعنی میں نے خواب میں جان لیا یہ الفاظ بھی اس پر شاہد ہیں کہ ان مذکورہ روایات میں دیکھنے سے مراد حالت خواب میں ہی دیکھنا ہے نا کہ حالت بیداری میں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تنبیہ:۔ حضرت عکرمہؒ نے جب حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے سامنے قرآن کی یہ آیت لا تدرکہ الابصار پڑھ کر اپنا استدلال پیش کیا تو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے انکو ان الفاظ سے جواب دیا ذالك اذا تجلی بنورہ الذی ھو نورہ و قد رأی محمد ربہ مرتین یعنی یہ تب ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے کامل نور کے ساتھ سامنے آئیں محمد ﷺ نے دو مرتبہ اپنے رب کو دیکھا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۶۴، مشکوۃ ص ۵۰۱)

یعنی حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے نزدیک آیت لا تدرکہ الابصار میں اللہ تعالیٰ کے کامل نور کا دیدار منع ہے

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ایک عجیب تحقیق نقل کی ہے ملاحظہ فرمائیں

آیت لا تدرکہ الابصار کے پیش نظر دنیا میں حالت بیداری میں خدا کو دیکھنا محال عادی و شرعی ہے شیخ ابن عربیؒ کے بقول اس قاعدہ میں استثناء کی ضرورت نہیں بلکہ یہ اپنے عموم پر بحالہا باقی ہے اور حضور ﷺ کی رؤیت سے اس پر نقض وارد نہیں، کیونکہ ہم تو معراج میں رؤیت کے قائل ہیں اور معراج عرش تک ہوئی ہے اور سماوات و عرش مکان آخرت ہیں وہ دنیا میں داخل نہیں، بلکہ اس سے خارج ہیں تو ممکن ہے کہ اس مکان کی خاصیت ہو کہ جو شخص وہاں پہنچ جائے خواہ مرنے کے بعد یا مرنے سے پہلے، اس میں قوت تحمل (برداشت) رؤیت پیدا ہو جائے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آسمان پر موجود ہیں

(ماخوذ از اشرف الجواب ص ۲۴۶)

اعتراض (۲۷) فضائل حج میں لکھا ہے کہ کعبہ بعض بزرگوں کی خود زیارت کرتا ہے (ص ۱۰۵)

جواب:۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اسکا جواب دیا ہے ملاحظہ فرمائیں "یہ حکایت تین فرقوں کو مضر ہوئی، ایک تو ان کو جنہیں دین سے کچھ بھی تعلق اور واسطہ نہیں، ایسے لوگوں نے تو اس کی تکذیب کی اور کہنے والوں پر ہنسنا اور وہم پرست کہنا شروع کیا، دوسرے ان دینداروں کو جو کہ محض ظاہر پرست ہیں، ایسے لوگوں نے ان کو صوفیہؒ کے ڈھکوسلے کہ کر اڑا دیا، تیسرے ان لوگوں کو جو فلسفی دماغ کے ہیں اور تاریخ ان کا نصب العین ہے، انہوں نے ان کو خلاف عقل بتلایا، اور یہ اعتراض اس پر کیا کہ اگر ایسا ہوتا تو تاریخ میں اس کا تذکرہ ضرور ہوتا سو ہم نے کسی تاریخ میں نہیں دیکھا حالانکہ ان تینوں کی حالت یہ ہے چوں نہ دیدند حقیقت رہ افسانے زدند تو سمجھو کہ ایک کعبہ کی صورت ہے اور ایک کعبہ کی روح ہے، روح کعبہ ایک خاص

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تجلی ہے کہ کعبہ ظاہری اس کا مظہر ہے، پس جن بزرگوں نے دیکھا کہ کعبہ اپنی جگہ نہیں ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ روح کعبہ زائرین کی طرف متوجہ نہیں ہے، بلکہ ان بزرگوں کی طرف متوجہ ہے غرض بعض بزرگ ایسے بھی ہوئے کہ جن کی طرف کعبہ نے خود توجہ کی، لیکن حج کے لئے ان کو بھی خود کعبہ ہی میں آنا پڑا۔ (اشرف الجواب ص ۳۱۴)

تنبیہ:۔ ایسے واقعات کا تعلق امور کشفیہ سے ہے

اعتراض (۲۸) شیخ الحدیث نے بعض واقعات ایسے نقل کئے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعض حضرات نے مرنے سے پہلے اپنے مرنے کی پیش گوئی دے دی

جواب:۔ بعض حضرات کا مرنے سے پہلے اپنے مرنے پر مطلع ہو جانا اس کا تعلق علم غیب کے ساتھ نہیں بلکہ اس کا تعلق کشف اور الہام کے ساتھ ہے مندرجہ ذیل علماء کرامؒ نے اس کی وضاحت کی ہے

حافظ ابن تیمیہؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مجموعۃ الفتاوی ج ٦ ص ١٣٧)

علامہ ابن خلدونؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مقدمہ ابن خلدون ص ٢٩٦، ٢٩٨)

علامہ آلوسیؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تفسیر روح المعانی ج ١١ ص ٢١٧ سورۃ الاحزاب)

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تفسیر مظہری ج ١٠ ص ٦٩، ١٠٠)

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(عبقات ص ٣٤٩)

علامہ انور شاہ کشمیریؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(فیض الباری ج ١ ص ١١٧)

مولانا حسین علیؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تحفہ ابراہیمیہ ص ٩٧ مترجم)

حضرت جابرؓ کے والد محترمؓ نے غزوہ احد کے موقع پر اپنی شہادت کی پیش گوئی کی حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جب احد کا واقعہ پیش آیا تو رات میں میرے والد نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ (اس غزوہ) میں جو صحابہؓ شہید ہوں گے ان میں سے سب سے پہلے شہید ہونے والا شخص میں ہوں گا۔۔۔۔۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میرے والد ہی سب سے پہلے شہید ہوئے۔۔۔ (بخاری کذا فی المشکوۃ ص ٥٤٤)

﴿غیر مقلدین کے گھر کی گواہی﴾

قاضی محمد سلیمان منصور پوری (غیر مقلد) کا کشف'' آپ مسجد سکلی گراں میں تیس سال تک وعظ کہتے رہے جب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۱۹۳۰ء میں حج کو روانہ ہونے لگے تو نماز جمعہ کے بعد فرمایا کہ دوستو میرا آخری جمعہ ہے اگر اس اثناء میں کسی کو تکلیف پہنچی ہو تو کہدے میں اس سے معافی مانگ لوں گا چنانچہ کچھ لوگ بھانپ گئے کہ معلوم ہوتا ہے اب آپ واپس نہیں آئیں گے آپکو کسی اشارہ سے اپنی موت کا علم ہو چکا ہے (چنانچہ ایسا ہی ہوا واپسی پر آپ جہاز ہی میں انتقال فرما گئے)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کرامات اہل حدیث ص ۹۰ مکتبہ مسلمان کمپنی)

اعتراض (۲۹):۔ فضائل اعمال ص ۳۰۴ پر لکھا ہوا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ وضو کا پانی گرتے ہوئے محسوس فرما لیتے تھے کہ کونسا گناہ اسمیں ڈھل رہا ہے

جواب:۔ اس واقعہ کو علامہ عبدالوہاب شعرانی الشافعیؒ نے بھی نقل کیا ہے

علامہ عبدالوہاب شعرانی الشافعیؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(میزان الکبری ج ا ص ۱۰۹)

اس واقعہ کا تعلق بھی امور کشفیہ کے ساتھ ہے نا کہ علم غیب کے ساتھ

حافظ ابن القیمؒ ایسے کشفیہ امور کے متعلقہ لکھتے ہیں کہ لیس هذا من علم الغیب یعنی ایسے واقعات کا تعلق علم غیب کے ساتھ نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کتاب الروح ص ۳۵۵)

حافظ ابن القیم حنبلیؒ لکھتے ہیں کہ ''اہل فراست کی اللہ جل شانہ نے مدح کی ہے اس آیت میں ان فی ذالك لآیات للمتوسمین حضرت ابن عباسؓ وغیرہ نے فرمایا ہے کہ متوسمین سے مراد فراست والے ہیں'' (کتاب الروح ص ۳۵۴)

مزید لکھتے ہیں کہ ''فالفراسة الصادقة لقلب قد تطهر و تصفی وتنزه من الادناس وقرب من الله فهو ینظر بنور الله الذی جعله فی قلبه فراست صادقہ اس قلب کیلئے ہے جو گندگیوں سے پاک وصاف ہو اور اللہ تعالی سے قرب حاصل کر چکا ہو تو ایسا شخص اللہ تعالی کے اس نور سے دیکھتا ہے جو اللہ تعالی نے اس کے قلب میں رکھا ہے (وفی الترمذی وغیرہ من حدیث ابی سعیدؓ) حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله مومن کی فراست سے بچو وہ اللہ تعالی کے نور سے دیکھتا ہے۔۔(کتاب الروح ص ۳۵۵)

مزید لکھتے ہیں کہ ''حضرت عثمانؓ کے پاس ایک آدمی آیا جس کی نگاہ راستہ میں ایک عورت پر پڑ گئی تھی اور اس نے اس کو اچھی طرح گھور کر دیکھا تھا تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ یدخل احدکم واثر الزنا ظاهر علی عینیه بعض لوگ میرے پاس آتے ہیں اور زنا کا اثر ان کی آنکھوں سے ظاہر ہوتا ہے اس نے کہا کہ کیا حضور

اقدس ﷺ کے بعد بھی وحی آتی ہے؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ نہیں لکن تبصرة و برهان وفراسة صادقة لیکن تبصرہ اور برہان ہے اور فراست صادقہ ہے فهذا شأن الفراسة وهي نور يقذفه الله في القلب یہ فراست ہے اور وہ ایک نور ہوتا ہے جسے اللہ تعالی دل میں ڈالتے ہیں جس سے ان کے دل میں کسی چیز کا خیال آتا ہے اور حقیقت میں وہ ویسی ہی ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کتاب الروح ص ۳۵۷)

﴿حافظ ابن القیمؒ نے کشف کی چند مثالیں نقل کی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں﴾

نبی پاک ﷺ کے لئے نماز میں صحابہ کرامؓ کی صفوں کا منکشف ہونا۔۔۔۔ (کتاب الروح ص ۳۵۷)

نبی پاک ﷺ کے لئے بیت المقدس کا منکشف ہونا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کتاب الروح ص ۳۵۷)

نبی پاک ﷺ کے لئے شام کے محلات کا منکشف ہونا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کتاب الروح ص ۳۵۷)

نبی پاک ﷺ کے لئے صنعا کے دروازوں کا منکشف ہونا۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کتاب الروح ص ۳۵۷)

نبی پاک ﷺ کے لئے مدائن کسری کا منکشف ہونا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کتاب الروح ص ۳۵۷)

نبی پاک ﷺ کے لئے جنگ موتہ کے شہداء کی شہادت کا منکشف ہونا۔۔۔(کتاب الروح ص ۳۵۷)

نبی پاک ﷺ کے لئے حضرت نجاشیؓ کی میت کا منکشف ہونا ۔۔۔۔۔۔(کتاب الروح ص ۳۵۷)

حضرت عمرؓ کے لئے حضرت ساریہؓ کے لشکر کا منکشف ہونا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (کتاب الروح ص ۳۵۷)

حافظ ابن تیمیہ حنبلیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے" اقتربوا من افواه المطعين واسمعوا منهم ما يقولون فانه تتجلى لهم امور صادقة کہ فرمانبرداروں کے مونہوں کے قریب ہوں اور جو وہ کہیں اس کو سنو کیونکہ ان پر امور صادقہ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ وهذه الامور الصادقة التي اخبر بها عمر بن الخطابؓ انها تتجلى للمطيعين هي الامور التي يكشفها الله عز وجل لهم فقد ثبت ان اولياء الله مخاطبات ومكاشفات یہ امور صادقہ جن کی خبر حضرت عمرؓ نے دی ہے یہ ایسے امور ہیں جن کو اللہ تعالی ان لوگوں پر منکشف فرماتے ہیں کیونکہ یہ بات ثابت ہے کہ اولیاء اللہ کے لئے مخاطبات اور مکاشفات ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(فتاوی ابن تیمیہ ج ۱۱ ص ۲۰۴، ۲۰۶)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اعتراض (۳۰):۔ شیخ الحدیثؒ نے ایک قصہ نقل کیا ہے کہ سید احمد رفاعیؒ مشہور اکابر بزرگ صوفیاؒ میں ہیں انکا قصہ مشہور ہے کہ جب ۵۵۵ھ میں وہ زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور قبر اطہر کے قریب کھڑے ہو کر دو شعر پڑھے تو دست مبارک باہر نکلا اور انہوں نے اسکو چوما

جواب:۔ اس واقعہ کو مندرجہ ذیل علماء کرامؒ نے بھی نقل کیا ہے

علامہ جلال الدین سیوطی شافعیؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(الحاوی للفتاوی)

جامع کرامات الاولیاء للنبھانیؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ج ا ص ۲۹۸)

المجالس الرفاعیہ مقدمہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ص ۲۶)

الطریقۃ الرفاعیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ص ۱۳۳)

بیان المعانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ج ۴ ص ۸۱)

مولانا اشرف علی تھانویؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(اشرف الجواب ص ۱۸۱)

محمد بن السید نجدی وہابی لکھتے ہیں کہ فشلت له الید الشریفة وقبلها والخبر المذکور مشہور من قبل الامام المذکور نبی پاک ﷺ کا ہاتھ مبارک مثالی طور پر ان کے سامنے ظاہر ہوا اور انہوں نے اسکو بوسہ دیا اور یہ خبر سید احمد رفاعیؒ کی طرف مشہور ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (اسنی المطالب ص ۲۲۹، ۳۰۰)

حضرت انسؓ نبی پاک ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ مررت علی موسی لیلة اسری بی عند الکثیب الاحمر وهو قائم یصلی فی قبره میں معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا وہ سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مسلم ج ۲ ص ۲۶۸، مسند احمد ج ۳ ص ۱۴۸)

اعتراض (۳۱):۔ فضائل اعمال ص ۱۳، ۱۴ پر غیر شہید کو شہید پر فوقیت دی گئی

جواب:۔ شیخ الحدیثؒ نے فضائل اعمال (ص ۱۳، ۱۴) پر نبی پاک ﷺ کی ایک حدیث جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کا ترجمہ نقل کیا ہے جو مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۳ پر موجود ہے اور اسی طرح کی ایک روایت حضرت طلحہؓ سے بھی منقول ہے جو مندرجہ ذیل کتب میں بھی موجود ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سنن ابن ماجہ ----------(حدیث نمبر ۳۹۲۵)

مسند احمد ----------(ج ۱ ص ۱۶۳)

مسند ابی یعلی ----------(حدیث نمبر ۶۴۸)

مجمع الزوائد ----------(ج ۱۰ ص ۲۰۴)

صحیح ابن حبان ----------(حدیث نمبر ۲۹۸۲)

ان دونوں مذکورہ روایات کو مشہور غیر مقلد عالم ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی صاحب نے بھی اپنی کتاب "نماز مصطفیٰ ﷺ ص ۸۴، ۸۵" پر نقل کیا ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ والی حدیث کو شیخ شعیب الارناؤط کے حوالے سے حسن قرار دیا ہے اور حضرت طلحہؓ والی روایت کو ابن حبانؒ کے حوالے سے صحیح اور شیخ شعیب الارناؤط کے حوالے سے حسن قرار دیا ہے دیکھئے ----------(نماز مصطفیٰ ﷺ ص ۸۴، ۸۵")

تنبیہ:۔ کتاب "نماز مصطفیٰ ﷺ" پر تقریظ غیر مقلد عالم عبداللہ ناصر رحمانی صاحب کی ہے اور تخریج و ترتیب غیر مقلد عالم حافظ حامد محمود الخضری صاحب کی ہے اور یہ کتاب ادارہ انصار السنہ لاہور سے شائع ہوئی ہے

حضرت عبدالرحمٰن خولانیؒ فرماتے ہیں جب حضرت فضالہ بن عبیدؓ شہید کی قبر چھوڑ کر غیر شہید کی قبر پر بیٹھے تو ان سے کہا گیا ترکت الشہید فلم تجلس عندہ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ میں ان دونوں قبروں میں سے جس سے چاہوں اٹھایا جاؤں (یعنی دونوں قبریں میرے نزدیک برابر ہیں) پھر دلیل میں انہوں نے قرآن کی یہ آیت پڑھی) والذین ھاجروا فی سبیل اللہ ثم قتلوا او ماتو لیرزقنھم اللہ رزقا حسنا وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اللہ کے راستے میں پھر وہ شہید ہو گئے یا (اپنی) موت فوت ہو گئے البتہ اللہ تعالیٰ دے گا ان (دونوں) کو اچھا رزق ۔۔۔۔۔ (ملخصا تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۰۹)

تنبیہ:۔ ہو سکتا ہے آپنی موت مرنے والا صدیق کے عہدے پر فائز ہو۔ صدیق کا رتبہ شہید سے بڑا ہوتا ہے

★ ★ ★ ★ ★

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عبدالرحمن بن العلاء الحضرمیؒ نبی پاک ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں

سیکون فی آخر ھذہ الامۃ قوم لھم مثل اجر اولھم یأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویقاتلون اھل الفتن

عنقریب اس امت کے آخر میں ایک قوم آئے گی ان کیلئے اجر مثل ان کے پہلوں (یعنی صحابہؓ) کے ہوگا وہ نیکی کا حکم کریں گے اور برائیوں سے منع کریں گے اور اہل فتن سے قتال کریں گے

(رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ کذا فی المشکوۃ ص ۵۸۴)

شارح مشکوۃ ملا علی قاریؒ یقاتلون اھل الفتن کی شرح میں لکھتے ہیں

یقاتلون ای بایدیھم او بالسنتھم یعنی اپنے ہاتھوں کے ساتھ یا اپنی زبان کے ساتھ

اھل الفتن ای سائر اھل البدع یعنی تمام اہل بدعت (مرقات)

امام فخرالدین رازیؒ نبی پاک ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ **من خرج یطلب بابا من العلم لیرد بہ باطلا الی الحق او ضلالا الی ھدی کان عملہ کعبادۃ اربعین عاما** جو کوئی نکلا علم کا باب حاصل کرنے کے لئے تاکہ اس کے ذریعے سے باطل کو حق کی طرف لوٹا دے یا گمراہی کو ھدایت کی طرف پھیر دے تو اسکا یہ عمل چالیس سال عبادت کرنے کی طرح ہوگا (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۱۸۰)

امام فخرالدین رازیؒ لکھتے ہیں کہ **ان العالم بالحق یجب علیہ اظھارہ یحرم علیہ کتمانہ** حق کے جاننے والے پر اسکا اظہار واجب ہے اور اسکا چھپانا حرام ہے ------- (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۴۳)

جامعہ فاطمۃ الزہراء سیدہ رضی اللہ عنہا

محلہ ارشد آباد، منڈی بہاؤالدین

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1